افاداتِ فاروقی

IFADAT-E-FAROOQI

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سلسلہ نمبر ۷

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ ـــــ پاکستان

فہرست مضامین

عرض ناشر

بعد الحمد والصلوۃ توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک شفیق الامت محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم عمت فیوضہم کی برکت سے حضرت اقدس ہی کے مواعظ کا سلسلہ نمبر۲ بنام افادات فاروقی حاضر خدمت ہے۔

الحمدللہ حضرت اقدس کے ان مواعظ کی طباعت سے امت مسلمہ کی خلق کثیر کو بے حد نفع ہو رہا ہے اور روز بروز ان کی مانگ میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ میرے مرشد پاک کی برکت و توجہ کا نتیجہ ہے کہ توفیق الٰہی سے اس کی طباعت میں بھی تیزی پیدا ہوئی' اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ فَلَکَ الشُّکْرُ

موجودہ دور بہت مصروفیت کا ہے' ہر شخص اس مصروفیت میں منہمک ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مصروفیت میں سے کچھ وقت دینی ذمہ داریوں کے لئے وقف کیا جائے اور شب و روز کی مصروفیات کو شرعی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے حضرتِ اقدس کا ارشاد مبارک ہے کہ موجودہ سائنسی دور میں ہر چیز کا ست نکالا جا رہا ہے منوں ٹنوں دوائیوں کو مختصر کرکے ایک کیپسول کی شکل دے دی گئی ہے' مہینوں کا سفر گھنٹوں میں تبدیل ہو گیا ہے' تو اسی طرح ضرورت اس بات کی ہے کہ اب عوام الناس کو انتہائی سہل اور مختصر مضامین کے ذریعے شریعتِ اسلامیہ کی طرف راغب کرنے کی سعی کی جائے' مختلف قسم کے ذرائع ابلاغ کے ذریعے بہت تیزی سے لادینی زہر ہمارے معاشرے میں سرایت کر رہا ہے اگر ہم نے اپنے اطراف کا جائزہ نہ لیا تو آئندہ آنے والے دور میں دین پر عمل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

انہیں سب موجودہ ضروریات کے پیشِ نظر حضرتِ اقدس کے مواعظ ہر خاص و عام میں مقبول ہو رہے ہیں کہ ان میں نہایت سہل انداز میں جامعیت کے ساتھ رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

حق تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں حضرتِ اقدس و دیگر اولیاءِ کرام' علماءِ حق اور دینی شخصیات کی عمروں میں افزونی فرمائیں اور ان کی برکات سے امت کو مستفیض فرمائیں۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سگِ درِ شفیق الامت

احقر محمد ظریف فاروقی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ ــــ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم ○

توفیق الہی سے سورۃ احزاب کی ایک آیت مبارکہ آپ کے سامنے تلاوت کی گئی۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو۔

موضوع سخن

اہل ایمان کو خطاب ہے اور کثرت ذکر کا حکم ہے تو ذکر اللہ کے بارے میں چند باتیں انشاء اللہ اس وقت عرض کرنی ہیں۔

حضرت فرماتے ہیں کہ جس قدر ہو سکے اللہ کا نام لیتے رہنا۔ قرآن و حدیث میں اس کا حکم بھی ہے اور فضیلت اور ثواب بھی ہے۔ اور کچھ مشکل کام بھی نہیں ہے۔ تو ایسے آسان کام میں بے پرواہی یا سستی کرکے

حکم کے خلاف کرنا اور اتنا بڑا ثواب کھو کر اپنا نقصان کرنا۔ کیسی بے جا اور بری بات ہے۔ پھر اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے' نہ وقت کی' نہ پکار کر پڑھنے کی' نہ وضو کی' نہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی' نہ کسی خاص جگہ کی' نہ ایک جگہ بیٹھنے کی۔ ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے۔ پھر کیا مشکل ہے؟ البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے تسبیح پر پڑھنا چاہے گنتی یاد رکھنے کے لئے یا اس لئے کہ تسبیح ہاتھ میں ہونے سے پڑھنے کا خیال آجاتا ہے یہ "مذکرۃ" ہے۔ ذکر یاد دلانے والی ہے تو تسبیح رکھنا جائز ہے۔

شیطانی دھوکہ

اور اس کا خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہو جائے گا۔ یہ بات غلط ہے۔ ریا چپکتی نہیں پھرتی بلکہ ریا نیت اور ارادے سے ہوتی ہے۔ جب نیت آپ کی صحیح ہے تو پھر کوئی ڈر نہیں۔ آپ ذکر الٰہی کے لئے تسبیح ہاتھ میں رکھ سکتے ہیں۔ اس میں دکھلاوا نہیں ہے شیطان کا بہکاوا ہے۔ دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے یعنی جب نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھے بزرگ سمجھیں اور اگر یہ نیت نہیں ہے تو دکھلاوا نہیں ہے اس کو دکھلاوا سمجھنا۔ ایسے وہموں سے ذکر کو چھوڑ دینا۔ یہ شیطان کا دھوکہ ہے وہ اس طرح سے بہکا کر ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔

اور وہ ایک دھوکہ یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہے اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے تو اس سے کیا فائدہ؟ سو خوب سمجھ لو یہ بھی غلطی ہے جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کرلی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں اس کے بعد اگر دل دوسری طرف بھی ہوجائے اور نیت نہ بدلے۔ برابر ثواب ملتا رہے گا۔ البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو اس میں دل کو ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ فضول قصوں کی طرف خیال نہ لے جائیں تاکہ اور زیادہ ثواب ملے۔

اخلاص کی حقیقت

بہت سے آدمی اخلاص کے بارے میں بہت گھبرایا کرتے ہیں کہ صاحب میرے اعمال کے اندر میرے ذکر کے اندر اخلاص نہیں ہے۔ للہیت نہیں ہے' خلوص نہیں ہے۔ دیکھئے! اخلاص نیت' خلوص نیت یہ امر اختیاری ہے۔ جب آپ نے ایک مرتبہ ارادہ کرلیا کہ میں اللہ کا نام اللہ کے لئے لیتا ہوں میں رضائے الٰہی کے لئے نماز پڑھتا ہوں رضائے الٰہی کے لئے تلاوت کرتا ہوں وغیرہ وغیرہ تو حضرت کی تحقیق یہ ہے کہ جب اس کے خلاف خیال خود نہ لائے اس وقت تک اخلاص قائم ہے۔ مثلاً جب آپ

نے اپنے اختیار سے یہ ارادہ کرلیا کہ یہ کام میں اللہ کے لئے کرتا ہوں۔ اپنے ارادے سے آپ نے یہ خیال جمالیا' یہ نیت کرلی۔ یہ ارادہ کرلیا کہ یہ کام خالص اللہ کے لئے ہے۔ اس میں میری کوئی غرض وغایت نہیں ہے۔ اب جب تک یہ اپنے اختیار سے دوسرا خیال اس کے خلاف نہ لائے گا اخلاص قائم رہے گا۔ مقامات باطنہ میں جس طرح دیگر مقامات اختیاری ہیں اس طرح اخلاص بھی اختیاری ہے۔ جیسے توحید اختیاری ہے' شکر اختیاری ہے' اسی طرح اخلاص بھی اختیاری ہے آسان سی بات ہے۔ اب اس میں فرق ایک بات کا رہ جاتا ہے۔ درجہ رسوخ اور کمال کا..... تو جیسی آپ کی محنت ہوگی۔ جیسا آپ کا ارادہ ہوگا۔ اور بار بار آپ تجدید اخلاص کرتے جائیں گے' رسوخ ہوتا چلا جائے گا' وہ بات الگ ہے۔ لیکن اخلاص کا درجہ ہر مسلمان کو حاصل ہوجاتا ہے۔ جب وہ ارادہ کرلیتا ہے کہ یہ کام میں اللہ کے لئے کررہا ہوں اور اس کے خلاف اپنے اختیار سے پھر وہ خیال نہیں لاتا تو اخلاص قائم رہا۔ اس لئے شیطان کے چکر میں نہیں پڑنا چاہئے کہ میرے پاس اخلاص کی دولت نہیں ہے۔ میں اخلاص سے خالی ہوں۔ ہاں! محنت یہ کرے کہ اخلاص میں استقامت اور رسوخ ہو۔

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے عمل کے شروع میں بھی اخلاص کا ارادہ کرلے' عمل کے بیچ مین بھی' عمل کے آخر میں بھی' بار بار تجدید کرتا رہے۔ اس سے انشاء اللہ اور استقامت پیدا ہوگی رسوخ اور

کمال کا درجہ حاصل ہوگا۔

ذکر کا عظیم فائدہ

ذکر کے بہت سے فائدے ہیں۔ بے شمار فضائل ہیں سب سے بڑی فضیلت یہ ہے۔ "**فاذکرونی اذکرکم**" حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا۔

ذکر لسانی اور ذکر حقیقی

میں یہاں ایک بات عرض کردوں کہ ذکر دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک ہوتا ہے ذکر لسانی اور ایک ہوتا ہے ذکر حقیقی۔ اس بات کو سمجھ لیجئے انشاء اللہ اگر یہ بات سمجھ لی اور تھوڑی سے توجہ اور کوشش آپ نے فرمائی تو امید ہے کہ آپ ذاکرین میں سے ہوجائیں گے' اور غافلین سے بچ جائیں گے تو "ذکر لسانی" زبان سے اللہ کو یاد کرنا یہ بھی اختیاری ہے اور ایک ہے "ذکر حقیقی" وہ یہ ہے کہ مذکور یعنی ذات باری تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔ حق تعالیٰ شانہ' کے **حکموں** کی پابندی کی جائے۔ سادہ الفاظ میں یوں کہہ لیجئے کہ اتباع شریعت...... یہ ہے "ذکر حقیقی" تو جب

ان کے احکام کی خلاف ورزی سے بچے گا' عدول حکمی سے بچے گا۔ تو ان کی عنایات بندے پر زیادہ ہوجائیں گی اور یہی عنایت کا زیادہ ہونا ہے جس کو حق تعالیٰ نے فرمایا "میں تم کو یاد رکھوں گا"

صاحب نسبت بننے کا نسخہ

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ صاحب نسبت بننے کا کیا نسخہ ہے؟ فرمایا کہ "دوام طاعت اور کثرت ذکر" کثرت ذکر سے مراد ذکر لسانی ہے۔ اور دوام طاعت سے مراد اتباع شریعت ہے۔ آدمی دو باتوں کا اہتمام کرلے۔ دوام طاعت یعنی اتباع شریعت کا اہتمام کرلے۔ کثرت ذکر اور ذکر لسانی میں لگا رہے۔ اور ذکر لسانی کے ساتھ قلب کو متوجہ رکھے۔ انشاء اللہ کامیاب ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں ہوجائے گا۔ مقام ولایت اس کو حاصل ہوجائے گا۔

ان کی نسبت ان کی دوستی حاصل کرنا..... فرض ہے۔ نفل میں کلام نہیں ہورہی ہر مسلمان کو صاحب نسبت بننا فرض ہے۔ نسبت کا حاصل کرنا فرض ہے۔ اور نسبت ہی کا نام بزرگی ہے۔ فرمایا! **والذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا و علی جنوبہم** ' ایسے لوگ جو ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی' بیٹھے بھی' لیٹے بھی۔

اور آگے فرمایا کہ اے شخص! اپنے رب کی یاد کیا کر خواہ اپنے دل میں یعنی آہستہ آواز سے عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور خواہ زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ اسی عاجزی اور خوف کے ساتھ صبح وشام.... صبح وشام کا مطلب؟ ہمیشہ اور غفلت والوں میں سے مت ہونا۔

ضرب وجہر کا حکم

آج کل ضرب اور جہر مناسب نہیں ہے۔ ضرب وجہر اور بہت زور سے ذکر کرنا یہ کوئی ثواب کی بات نہیں ہے۔ لیکن کوئی بزرگ جو شریعت کے پابند ہوں اور علاج کے طور پر بتلا دیں تو جائز ہے۔ لیکن اس میں نائم اور مصلی کی پوری رعایت کرنی چاہئے۔ سونے والے کی اور نماز پڑھنے والے کی پوری رعایت کرنی چاہئے۔ اور وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعضوں کے دلوں پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ لیکن اس کا خیال رکھے کہ کسی کی عبادت میں یا کسی کی نیند میں خلل نہ پڑے ورنہ گناہ ہوگا۔

اور فرمایا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف رسائی دیتا ہے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ **الابذکر اللہ تطمئن القلوب**' خوب سمجھ لو' آگاہ ہوجاؤ! باخبر ہوجاؤ! جان لو!

کہ اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ میں بقسم عرض کرتا ہوں۔

اطمینان و سکون کہیں نہیں ملے گا۔ سوائے اللہ کی یاد کے' سوائے ان کے نام مبارک کے' اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا نام مبارک لینے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ اس طرح سے حق تعالیٰ اور بندے میں تعلق بڑھ جاتا ہے۔ اور اطمینان کی جڑ یہی تعلق ہے۔

فرمایا! سجدوں میں ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ ان کو نہ کسی چیز کا خریدنا اللہ کی یاد سے غفلت میں ڈالتا ہے۔ اور نہ کسی چیز کا بیچنا اور نہ ہی نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے سے روکتا ہے۔ **ولذکر اللہ اکبر** ' اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔ یعنی اس میں بہت بڑا ثواب اور بہت بڑی فضیلت ہے۔ اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں۔

بھائی! ذکر کی توفیق اللہ سے طلب کرتے جاؤ' دل ہی دل میں دعا کرتے جاؤ۔ یا اللہ! آپ کے ذکر مبارک کا بیان ہو رہا ہے ہمیں بھی توفیق دے دیجئے۔ ہمیں ذاکرین میں سے کر دیجئے۔ دلوں میں بڑے بند لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ لوگ بڑی طویل طویل دینی باتیں بھی کرتے ہیں۔ لیکن ذکر کی طرف سے غافل ہیں۔

قلب کا جاری ہونا

بعض یوں کہتے ہیں کہ صاحب! قلب جاری ہوگیا۔ ہمارے ہاں ایک بزرگ تشریف لائے تھے۔ ہم تو سب سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ یوں قلب کی طرف انگلیاں مار مار کے قلب کو پھڑکنے والے بناتے۔ تھوڑی دیر تو پھڑکتے رہے بعد میں وہ لوگ نمازوں کے بھی پابند نہ رہے۔ یاد رکھئے! یہ ذکر قلبی نہیں ہے۔ قلب کا جاری ہونا نہیں ہے۔ قلب کا جاری ہونا یہ ہے کہ ہر وقت فکر ہو جائے کہ جائز بات کون سی ہے اور ناجائز کون سی ہے۔ جائز کو میں اپنالوں ناجائز سے بچوں۔ یہ ہے قلب کا جاری ہونا۔ لوگوں نے قلب کے پھڑکنے کا نام قلب کا جاری ہونا رکھ لیا ہے' یہ بات غلط ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہہ لیجئے کہ ذکر قلبی نام ہے فکر قلبی کا۔ فکر آخرت آپ کو دامن گیر ہو جائے۔ ہمہ وقت اپنے عیوب پر نظر رہے۔ رذائل کی اصلاح کا فکر رہے۔ یہ فکر قلبی ہے۔ یہ فکر قلبی نام ہے ذکر قلبی کا۔ اس بات کا اہتمام کیجئے۔ یہ ہے قلب کا جاری ہونا قلب تو اللہ پاک نے سب کا جاری فرما دیا ہے آپ ذرا اس سے کام لیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کی صلاحیت اور استعداد طلب کیجئے۔ قلب سب کا جاری فرما دیا ہے یہ کوئی بات نہیں ہے۔ یہ نظری باتیں ہیں۔ بازیاں ہیں یوں انگلی ماری قلب جاری ہو۔ دیکھو تو بعد میں فرض نمازوں کے بھی پابند نہیں رہے۔ ایک دفعہ تو وہ شہرت کر گئے' اپنی

بات چکھا گئے بہرحال یاد رکھئے! یہ باتیں فائدے کی باتیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو اختیار بخشا ہے۔ آپ اختیار سے کام لیجئے۔ امور اختیاریہ کے اندر کوتاہی نہ برتئیے۔ کسی اللہ کے مقبول سے اپنے لئے ذکر تجویز کرائیے۔ اور ذکر لسانی کے ساتھ دوام طاعت یعنی اتباع شریعت کا خاص اہتمام کیجئے۔ تب آپ کو ذکر لسانی کا فائدہ حاصل ہوگا۔ یہ ماموارت میں سے ہے ذکر لسانی جو ہے کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بہت بڑا عمل ہے اس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت مبارکہ حاصل ہوتی ہے۔

ذکر الٰہی کی نیت

ایک بات میں بیچ میں عرض کردوں کہ اللہ کا ذکر دو ارادوں کے ساتھ کیجئے کہ اس نام مبارک کی مجھے برکت بھی حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھی حاصل ہو۔ حصول محبت الٰہی کے لئے اور برکت کے لئے اللہ کا نام مبارک لیجئے۔ اس سے انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ **انما الاعمال بالنیات**' یہ یقینی بات ہے کہ تمام نیک اعمال کا دارومدار نیتوں کے اوپر ہے۔ ہمارے اکابر نے نیتیں بتلائی ہیں۔ نیات کی تعلیم دی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک سے مجھے برکت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کی برکت

سے ان کی محبت حاصل ہو۔ اس نیت سے ذکر کیجئے۔ جب اس نیت کے ساتھ آپ ذکر کریں گے انشاء اللہ آپ کو فائدہ ہو گا۔

ترک تعلقات کا مطلب

یاد رکھیئے! آج کثرت کلام نے 'فضول کلامی نے' بلا ضرورت کلام نے ہمیں تباہ و برباد کر دیا ہے۔ قرآن پاک میں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ اپنے رب کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو جاؤ۔ کیا مطلب؟ کہ سب سے ترک تعلق کرو! ارے نہیں' الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا تعلق تمام تعلقات پر غالب رہنا چاہئے۔ یا اللہ! آپ ایسا ہی کر دیجئے۔ ہم آپ سے التجا کرتے ہیں سارے جائز تعلقات باقی رہیں۔ ادائے حقوق کی توفیق ہوتی رہے۔ لیکن سب سے زیادہ اپنا تعلق نصیب فرما دیجئے۔ ارے! اللہ تعالیٰ کا تعلق کام آئے گا۔ **قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی○**' کامیاب ہوا وہ شخص انتہائی مراد کو پہنچا وہ شخص جو برے عقیدوں اور برے اخلاق سے پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

سرکار دو عالم حضرت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں ان کو فرشتے گھیر

لیتے ہیں توفیق الٰہی سے یہ بیٹھنا بھی ذکر الٰہی کی مجلس ہے اور یقینی بات ہے کہ ملائکہ نے اس کو گھیرا ہوا ہے۔ اور ان پر اللہ کی رحمت چھا جاتی ہے۔ اور ان پر چین کی کیفیت اترتی ہے۔ اندازہ فرمائیے کتنا بڑا فائدہ ہے۔ اگر کوئی بات یاد رہے یا نہ رہے۔ یہ دوسری بات ہے لیکن یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ ہم اللہ کے لئے جمع ہیں اور اس وقت اللہ کی نافرمانی سے بچے ہوئے ہیں گناہ سے بچے ہوئے ہیں۔ اگر قلوب میں ذرا بھی استعداد اور صلاحیت ہے عداوت نہیں ہے تحاسد نہیں ہے اور طلب صادق طلب صادقہ ہے۔ طلب خالصہ ہے۔ یقینی بات ہے کہ چین اور سکینہ کی کیفیت محسوس ہوگی اور یوں معلوم ہوگا کہ اس وقت ہم دنیاوی تعلقات سے منقطع ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر حقیقی اور ذکر لسانی دونوں اذکار کی توفیق عطا فرمائے۔

حدیث شریف کے اندر آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو اپنے رب کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص ذکر نہ کرتا ہو۔ ان کی حالت زندہ اور مردہ کی سی ہے یعنی ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا گویا کہ مردہ ہے۔ کیونکہ روح کی زندگی یہی اللہ کی یاد ہے یہ نہ ہو تو روح مردہ ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے حضور اکرم نبی مکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں اس کے یعنی اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے پس فرمایا کہ اگر اپنے جی میں

میرا ذکر کرے تو میں اپنے جی میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ بھرے مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں اس کا ذکر ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اس مجمع سے بہتر ہوتا ہے یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کے مجمع میں کرتا ہوں ارے کتنی بڑی سعادت ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ سے توفیق طلب کرتے چلئے۔ یا اللہ! ہمیں ذکر کی توفیق عطا فرما دیجئے۔ ہم کہاں پڑ گئے؟ ذکر کی جو ضد ہے وہ غفلت ہے اور غفلت کی ضد ذکر ہے۔ یاد کی ضد بھول اور بھول کی ضد یاد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغات میں سے گزرا کرو تو اس کے میوے اچھی طرح کھا لیا کرو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر کے حلقے اور مجمع یعنی جہاں پر دین کی باتیں ہوتی ہیں۔ آخرت کی فکر دلوائی جاتی ہے۔ اللہ اور رسول کے ارشادات پیش کئے جاتے ہیں یہ مجالس ذکر ہیں۔

اور فرمایا: کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے اللہ کا نام مبارک نہ لے تو اللہ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہوگا نقصان اور خسارہ

ہوگا۔ جو شخص کسی جگہ لیٹے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے اللہ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہوگا۔ مقصد کیا ہے؟ کہ کوئی موقع کوئی حالت ذکر سے خالی نہیں ہونی چاہئے۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے۔ (خواجہ صاحب فرماتے ہیں)۔

چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھے آٹھ پہر ہو اللہ اللہ

یعنی ہر حالت میں ذکر الٰہی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

خدام دین کے لئے دو ضروری باتیں

بلکہ جو حضرات اہل دین ہیں۔ دین کے خادم ہیں۔ دین پیش کرنے والے ہیں اکابر نے بتلایا کہ وہ دو باتوں کو لازم پکڑلیں۔ ایک خلوت کو ایک ذکر لسانی کو اس کے بغیر ان کی تقریروں میں اور ان کے وعظوں کے اندر روحانیت پیدا نہیں ہوسکتی۔ حضرت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں ستر ستر بار اور سو سو بار استغفار فرمایا کرتے تھے۔ ہمارے حضرت والا نے فرمایا "میں جب بولا جب ہی پچھتایا"۔ اندازہ فرمائیے۔ جو بخاری شریف کے استاد ہیں۔ شیخ الحدیث ہیں کتنے بڑے شخص ہیں اپنے زمانے کے لیکن وہ فرماتے ہیں "جب بولا جب ہی پچھتایا" اس سے ہم لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ ہمارا بولنا کس قسم کا ہے۔ آج ہمارے کلام میں علوم و معارف نہیں ہے۔ روحانیت نہیں ہے اس کا اصل

سبب یہ ہے کہ نہ خلوت کا اہتمام ہے نہ ذکر کا اہتمام ہے ان دو باتوں سے آج ہم کورے ہیں۔ اس لئے اہل دین کو اہل سلوک کو کچھ خلوت کا اہتمام بھی کرنا چاہئے اور ذکر کا اہتمام بھی کرنا چاہئے۔

واعظین کے لئے زریں اصول

اور جب انسان کوئی اپنی بات پیش کرے اس بات کو جان لیجئے کہ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں نے جب کبھی وعظ کہا اپنے عیب کے اوپر کہا۔ جو عیب مجھے کھٹکا اس کے اوپر میں نے ایک وعظ کہہ دیا اور مجھے نفع ہوا۔ فرمایا! جب میرے مزاج میں ایک مرتبہ تیزی بڑھی تو میں نے تفصیلا ایک وعظ کہا اس وعظ کا نام "**الغضب**" ہے خواجہ صاحب نے کچھ شکایت کی تھی کہ حضرت مزاج میں آج کل کچھ تیزی بڑھ رہی ہے۔ فرمایا وعظ "**الغضب**" کا مطالعہ کیجئے۔ یہ وعظ میں نے اپنے لئے کہا تھا۔ لوگوں کے عیوب پر نظر نہ لے جاؤ۔ اپنے عیبوں کو تلاش کرو۔ تم اپنے عیبوں سے پاک نہیں ہو۔ رذائل سے خالی نہیں ہو۔ بڑے بڑے رذیلے اہل علم کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ آج تمہاری تحریکات کے اندر جو روحانیت نہیں ہے اس کا اصل سبب یہ ہے کہ خلوت نہیں ہے اور ذکر نہیں ہے۔ بصیرت سے تم کام نہیں لیتے ہو۔ نری بصارت سے کام لیتے ہو۔

تحاسد برتتے ہو کس طریقے سے انوار و برکات تمہارے کلام میں پیدا ہوں؟ یاد رکھئے! مراقبہ احسانی کا اہتمام کیجئے کہ ہمارا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ موجود ہے ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ہماری جان سے زیادہ قریب ہے میرے ساتھ ہے۔ اور ایک یہ ذکر لسانی کا اہتمام کیجئے۔ انشاء اللہ علوم و معارف نازل ہوں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ بات کا رخ پھر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

جامع عمل

ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! شرعی اعمال مجھ پر بہت ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ نفلی اعمال زیادہ ہیں۔ تاکیدی اعمال جو فرائض و واجبات ہیں وہ تو بہت نہیں ہیں۔ ثواب کے اتنے کام ہیں کہ سب کا یاد رکھنا اور سب پر عمل کرنا مشکل ہے۔ اس لئے آپ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے کہ میں اس کا پابند ہو جاؤں اور وہ سب کے بدلے کافی ہو جائے۔ کیسے کیسے سائل تھے؟ کیسے کیسے طالب صادق تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے فرمایا کہ "اس کی پابندی کرلو کہ تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے" یہ بہت بڑی نصیحت ہے۔

ذکر کی مٹھاس

ایک اللہ کے مقبول بزرگ ہمارے حضرت مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں۔ کئی بار انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جب میں اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لیتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے میرے منہ میں گڑ اور شکر گھلا ہوا ہے اور فرمایا کہ میں صرف وہمی طور پر نہیں کہہ رہا یا کشفی طور پر نہیں کہہ رہا۔ بعض دفعہ تو حقیقتاً مادی طور پر محسوس ہوتا ہے کہ مٹھاس منہ میں آگئی ہے۔

انبالے میں ایک اللہ کے مقبول ہوئے ہیں سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی رحمتہ اللہ علیہ اہل ذکر کے ساتھ کچھ تو لگاؤ ہو۔ خود فرمایا کرتے تھے میاں جی! جب میں اللہ کا نام مبارک لیتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جلیبیاں اور امرتیاں منہ کے اندر موجود ہیں۔ ایسی حلاوت اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولین کو عطا فرمائی ہے۔ یاد رکھئے! کثرت ذکر کی بہت ضرورت ہے۔ اس کا خاص اہتمام کیجئے اور کلام کم کیجئے اور ذکر کی مقدار کو بڑھایئے۔ آج اس کے اندر بہت کمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے کاموں میں جان نہیں ہے۔ خالی لفافے ہیں لوگ ہم سے گھبراتے ہیں لوگ ہم سے بھاگتے ہیں۔

حدیث شریف کے اندر آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ بندوں میں سے سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے

نزدیک سب سے برتر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جو عورتیں اسی کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی ہیں۔ یہ قیامت کے دن سب سے افضل ہیں۔ اور اللہ کے نزدیک سب سے برتر ہیں۔ **والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات** میری مائیں بہنیں غور فرمائیں اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام لیا ہے۔ **والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات** اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں۔ دیکھئے! آپ کا ذکر حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام مقدس کے اندر فرمایا ہے۔

عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے کیا اس سے بھی ذاکرین اور ذاکرات افضل ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر کوئی شخص کفار و مشرکین میں اس قدر تلوار مارے کہ تلوار مارتے مارتے تلوار ٹوٹ جائے اور یہ شخص بھی تمام خون میں لت پت ہو جائے زخموں سے رنگین ہو جائے تو یہ ذاکرین اور ذاکرات پھر بھی اس شخص سے درجے میں افضل ہیں۔ بہت بڑی فضیلت ہے ذکر کرنے والوں کی بس ڈر یہ ہے کہ کہیں ہم **غافلین** میں سے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے! میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں **غافلین** میں سے نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذاکرین میں سے کرے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ اگر ذاکرین میں سے ہو گئے تو خاتمہ بالخیر ہو گا۔ اور بڑی اطمینان والی زندگی کے

ساتھ یہاں سے رخصتی ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! دیکھو بھائی۔ ہر چیز کی ایک قلعی ہے۔ صیقل اور پالش ہوتی ہے۔ فرمایا! دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ دلوں کے اندر میل آجاتا ہے۔ کدورت پیدا ہوجاتی ہے۔ فضول کلام سے لغو کلام سے کثرت کلام سے لہٰذا جائز باتیں بھی کم کرنی چاہییں۔ شرعاً جائز ہیں ان کو بھی محدود کرنا چاہیئے بقدر ضرورت کلام کرنا چاہیئے۔ دلوں کے اندر تکدر پیدا ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علوم کی آمد نہیں ہوتی۔ تو فرمایا کہ ہر شئی کی ایک قلعی ہے اور دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا نام مبارک لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ! ہم سب کو ذاکرین میں سے کردیجئے جو ہماری مائیں بہنیں دین کی باتیں سننے آئی ہیں یا اللہ! اس دولت سے ان کو بھی نوازیئے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "شیطان آدمی کے قلب پر چمٹا ہوا بیٹھا رہتا ہے۔ جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور جب یاد سے غافل ہوجاتا ہے۔ تو وسوسہ ڈالنے لگتا ہے" دیکھا! ذکر کی برکت دیکھیئے! کہ ذکر کی برکت سے شیطان جو قلب سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا دور چلا جاتا ہے اور جب یہ ذکر کی طرف سے غافل ہوتا ہے تو پھر وہ وسوسے ڈالنے لگتا ہے۔

شیطانی وساوس کی پہچان

اور میں پہچان بتلا دوں شیطانی خیالات کی۔ شیطانی وساوس کی پہچان یہ ہے کہ وہ معاصی کی طرف آپ کا میلان کرتا ہے لیکن اس کی خاص پہچان یہ ہے کہ عنوان بدلتا رہتا ہے کسی ایک عنوان پر جمتا اور ڈٹتا نہیں ہے کسی ایک معصیت کے لئے ڈٹ جائے جم جائے عنوان نہ بدلے یہ نفسانی وساوس ہیں ان کا علاج مخالفت نفس ہے اور مجاہدہ ہے اور شیطانی خیالات کا علاج ذکر اللہ ہے اللہ کے ذکر میں لگنا ہے۔

کثرت کلام کی نحوست

اور آپ نے فرمایا! کہ ذکر اللہ کے سوا ذکر الٰہی کے سوا بہت کلام مت کیا کرو۔ کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ دل ہے جس میں سختی ہو' اندازہ فرمائیے! یہ حضور کا ارشاد گرامی ہے۔ جی! جو ہمارے سرکار دو جہاں ہیں فرماتے ہیں ! ذکر اللہ کے سوا بہت کلام مت کیا کرو۔ کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ دل ہے جس میں سختی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کی سختی کو اپنے ذکر کی برکت سے

دور فرمائے' یا اللہ! ذکر کی خاص توفیق ہمیں نصیب فرمایئے۔ ارے بھائی! بڑی بڑی خراب باتیں ہوجاتی ہیں۔ جب آدمی ذکر کے اندر نہیں لگتا غیبت اس سے صادر ہوتی ہے چغلی' جھوٹ نقل روایات کے اندر غلطی امرد پرستی' بدگمانی' بدظنی' سوء ظن کا شکار ہوجاتا ہے۔ بلا تحقیق سنی سنائی بات پر عمل کرلیتا ہے۔ غلط آئیڈیئے لگاتا ہے ذکر کے ساتھ اس کا تعلق ہوتا تو یہ بات نہ ہوتی

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ حسن کلام سے ہوگی

اللہ جزائے خیر دے' عارف ہندی' حضرت خواجہ عزیزالحسن صاحب مجذوب غوری خلیفہ اعظم مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کو انہوں نے فرمایا۔

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ حسن کلام سے ہوگی

خوبصورت تقاریر اور مواعظ اور باتیں بنانے سے کامیابی نہیں ہوگی۔

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ حسن کلام سے ہوگی
ذکر کے اہتمام سے ہوگی' فکر کی التزام سے ہوگی

اللہ تعالٰی ہمیں ذکر کا اہتمام اور فکر کا التزام نصیب فرمائے۔ کیسی عجیب بات فرما گئے!

فساد قلبی کی جڑ' مجدد تھانویؒ کی تحقیق

مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل صفائی اعمال صالحہ سے

ہوتی ہے اور اصل سختی برے اعمال سے ہوتی ہے اور گناہوں سے اور دونوں اعمال کی جڑ قلب کا ارادہ ہے' اور ارادہ کی جڑ خیال ہے۔

پس جب ذکر میں کمی ہوتی ہے شیطان برے برے خیالات قلب میں پیدا کرتا ہے جس سے برے برے ارادوں کی نوبت آتی ہے۔ اور نیک ارادوں کی ہمت نہیں رہتی۔ توبہ توبہ! پس نیک کام نہیں ہوتے اور برے کام ہونے لگتے ہیں اور جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو برے خیال قلب میں پیدا نہیں ہوتے۔ پس برا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور گناہ بھی نہیں ہوتے اور نیک کاموں کا ارادہ اور نیک کام ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح سے صفائی قلب میں پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ باتیں خود بخود نہیں ہوتیں کرنے سے ہوتی ہیں۔ سو اگر کوئی خالی ذکر کیا کرے اور اتباع شریعت کا اہتمام نہ کرے۔ گناہوں سے اپنے آپ کو نہ بچائے وہ دھوکے میں ہے اس کو ہمت کرکے گناہوں کو ترک کرنا چاہئے۔ نیک کاموں کا اہتمام کرنا چاہئے اور پھر جب ذکر لسانی کا اہتمام ہوگا اتباع شریعت کے ساتھ تو سونے پر سہاگہ ہوگا۔ جس کو حضرت کے الفاظ میں سن لیجے۔ کہ "دوام اطاعت اور کثرت ذکر" یہ دو چیزیں ہیں جس سے کہ انسان اللہ کا ولی بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بہت سے لوگ دنیا میں

نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اونچے اونچے درجات عطا فرمائے گا۔ کیا مطلب؟ کہ کوئی یوں خیال نہ کرے کہ جب تک امیری کے سامان کو نہیں چھوڑوں گا۔ کوٹھی، بنگلوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوگا۔

ہمارے حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ چپڑاسی سے لے کر سربراہ مملکت تک ہر شخص اپنی اپنی سیٹ پر ہو لیکن طالب صادق ہو طلب خالص ان کے اندر ہو سب اللہ کے ولی اور صاحب نسبت بن سکتے ہیں۔ کسی کو اپنی سیٹ چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تصور رہبانیت اسلام کے اندر نہیں ہے کہ بیوی بچوں کو عاق کردیا جائے۔ کاروبار کو چھوڑ دیا جائے۔ صحراؤں کو اور غاروں کو اپنا لیا جائے یہ تصور اسلام کے اندر نہیں ہے۔ یہ نصاریٰ کا تصور ہے **"لا رہبانیۃ فی الاسلام"** اسلام کے اندر اس قسم کی رہبانیت نہیں ہے بلکہ شہری زندگی اختیار کیجئے۔ بیوی بچوں کے ساتھ رہئے۔ تجارت کیجئے۔ ملازمت کیجئے۔ لیکن اس کے ساتھ صاحب نسبت بن جائیے۔ یہ سب کچھ اختیاری ہے ممکن ہے۔ بلکہ تاریخ اسلام کے اوراق اٹھا کے دیکھئے۔ بغداد سے تجار کا مشن چلا ہے۔ اور اہل تاریخ یہ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ اسلام کی اشاعت اور اسلام کا پھیلانا مسلمان تاجروں کے ذریعے ہوا ہے۔ اس لئے یہ کوئی ضروری نہیں کہ انسان اپنے آرام اور راحت کے اسباب کو ترک کردے تب ذکر اللہ سے نفع ہوگا۔ نہیں....

"ہر حالت میں ذکر اللہ سے نفع ہوگا" بس! حکم عدولی سے باز آجائے۔ گناہوں سے باز آجائے۔ اتباع شریعت کا اہتمام کرلے اس کے ساتھ ان کا نام مبارک لے گا۔ انشاء اللہ بے حد نفع ہوگا۔

حدیث شریف کے اندر آتا ہے۔ آپ نے فرمایا! اس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں"۔ اندازہ فرمایئے! یہ سند ہے بارگاہ رسالت کی۔ کثرت ذکر کا حکم دیا جارہا ہے۔ اگر لوگ اعتراض کریں کہ میاں ہروقت اللہ کے ذکر میں لگے رہتے ہو اس بات کی پرواہ نہ کرو۔ کسی سے مرعوب ہونے کی اور متاثر ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسا تاثر مت لو۔

حدیث شریف کے اندر آتا ہے کہ اتنا ذکر کرو کہ منافق۔ بددین لوگ تم کو ریاکار اور مکار کہنے لگیں۔ اور جب کہنے لگیں ایسے حال میں متاثر اور مرعوب نہ ہونا ذکر کو مت چھوڑنا۔ ذکر میں لگے رہنا۔

خدام قرآن کو نصیحت

آج ذکر کی بڑی کمی ہے۔ بعض حفاظ اور قراء یہ کہتے ہیں بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ہم ہروقت علمی مشاغل کے اندر لگے ہوئے ہیں ہمیں ذکر کا وقت نہیں ملتا۔ اس کے اندر بھی بعض عذر لنگ ہیں میں ادب کے ساتھ عرض

کرتا ہوں کہ حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی دامت برکاتہم (افسوس کہ حضرت قاری صاحب جمعرات ۱۸ شعبان ۱۴۰۷ھ کو انتقال فرما گئے اور جنت بقیع میں مدفون ہیں) سے زیادہ کون تلاوت کا اہتمام کرتا ہوگا۔ اور کس کو فہم معانی اتنے حاصل ہوں گے۔ جن کے اوپر ہر وقت محبت الٰہی اور خشیت الٰہی کا غلبہ ہم نے دیکھا وہ نوے' بانوے سال کا بزرگ آج جس کو اللہ تعالٰی نے مدینے کی جنت نصیب فرمائی ہے۔ اتنی کثرت کے ساتھ ہم نے ذکر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ قرآن کی منزل کے ساتھ علمی مشاغل کے ساتھ کہ وہ ہم جانتے ہیں۔ ہم نے کوئی ایسی نظیر اور مثال دوسری نہیں دیکھی کہ اتنے علمی مشاغل کے ساتھ۔ تدریس کے ساتھ ذکر اللہ کا اہتمام دیکھا کہ رات کے کسی پہر میں دیکھ لیجئے۔ حضرت قاری صاحب ذکر فرما رہے ہیں۔ اندازہ فرمائیے۔ حزب البحر طواف کے اندر پڑھتے ہیں۔ سو دانے کی تسبیح پر ہر دانے کے اوپر ننانوے نام اللہ تعالٰی کے پڑھتے ہیں۔ ہر دانے پر پورے اسماء الہیہ پڑھ کے تسبیح پوری کرتے ہیں عجیب عجیب انداز میں ہم نے اللہ کا نام مبارک لیتے ہوئے ان کو دیکھا ہے۔ معاف کیجئے!

میں تو ادنی طالب علم بھی نہیں ہوں۔ علماء کی جوتیوں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوں لیکن غذر لنگ اس کے اندر ضرور ہے۔ میری اپنی تحقیق ہے غذر لنگ اس کے اندر ضرور ہے کہ علمی مشاغل کے اندر ہم مشغول ہیں۔ ہمیں وقت نہیں ہم نے علمی مشاغل کے ساتھ بہت کثرت کلام اور

فضول کلام کے اندر لوگوں کو مبتلا دیکھا ہے۔ صرف اللہ کے ذکر کے لئے وقت نہیں۔

ہم نے حضرت قاری محمد طیب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیو بند) رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا کہ مغرب کے بعد قرآن پاک کی منزل ہمیشہ سفرا" حضرا" اوابین کی نماز میں پڑھا کرتے تھے وہ بھی تو علمی مشاغل رکھتے تھے۔ جن کے چار چار گھنٹے کے وعظ ہوتے تھے اور علوم بہا دیتے تھے۔ معارف کی بڑی آمد ہوتی ہے۔ ایسے حضرات کو دیکھا ہے۔ کیا کوئی ان کی طرح علمی خدمات انجام دے گا۔ آج کس شمار میں ہے کوئی شخص۔

حضرت حکیم الامت کو دیکھ لیجئے کہ کتنے علمی مشاغل ہیں۔ آپ ایک ہزار کتابوں کے مصنف ہیں۔ دس پارے قرآن مجید کے روزانہ پڑھتے تھے۔ چوبیس ہزار اسم ذات کرتے تھے۔ دیکھ لیجئے! اور نوافل ان کے نہیں چھوٹتے۔ آج کل تو عجیب ہی حالت ہم لوگوں کی ہوگئی ہے۔ نہ کوئی نوافل کا ذوق ہے۔ نہ تسبیحات کا ذوق ہے۔ نہ خلوت کا ذوق ہے۔ اگر زیادہ سے زیادہ دینداری کی دوڑ ہے تو دینی کلام اور دینی گفتگو تک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے کلام میں روحانیت نہیں ہے۔

خلوص اس میں نہیں ہے'
استغفار اس میں نہیں ہے'
ندامت اس میں نہیں ہے'

معاصی سے اجتناب اس میں نہیں'

کثرت ذکر اس میں نہیں'

اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے خالی کیپسول ہے بڑے بڑے اہل اللہ کو دیکھا علمی خدمات کے ساتھ ذکر و فکر کے اندر ان کو منہمک پایا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی تحریکیں' ان کی کاوشیں توفیق الٰہی سے کامیاب ہوئیں۔ آج وہ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ لیکن ان کے صدقات جاریہ جاری ہیں۔ اور قیامت تک جاری رہیں گے۔

فرمایا! کہ جنت والوں کو کوئی حسرت نہ ہوگی۔ اہل جنت کو کوئی حسرت نہ ہوگی۔ مگر جو گھڑی ان پر ایسی گزری ہو۔ جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہوگا۔ دنیا کی اس گھڑی پر ان کو حسرت ہوگی۔ مگر اس حسرت میں دنیا کی سی تکلیف نہ ہوگی۔ یہ شبہ نہ رہا کہ جنت میں تکلیف کیسی۔

ایک روایت میں نے خود دیکھی حدیث شریف کے اندر کہ بعض لوگ قیامت کے میدان میں دنیاوی زندگی جو ذکر سے خالی گئی تھی۔ اس پر اتنا افسوس کریں گے کہ اپنا بازو چبانا شروع کردیں گے۔ انگلیوں سے لے کر شانے تک سارا چبا ڈالیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے اللہ! دنیا کی زندگی ہمیں صرف اتنی سی دیر کے لئے دوبارہ عطا فرما دیجئے کہ ایک بار ہم "سبحان اللہ" کہہ کر واپس آجائیں اس وقت وہاں قدر ہوگی کہ ایک بار "سبحان اللہ" کی کیا قیمت ہے۔ ایک بار "اللہ اکبر" کی کیا قیمت

ہے۔ اور کیا ان کے ثواب ہیں۔ اور کیا ان کے فضائل ہیں۔ روایات حدیث بھری پڑی ہیں۔ اس سے زیادہ تفصیل کا وقت نہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابیہ کے ہاں گئے اس صحابیہ کے سامنے کھجور کی گھٹلیاں یا کنکریاں تھیں جن پر وہ "سبحان اللہ، سبحان اللہ" پڑھ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ دلیل ہے تسبیح پر گننے کی۔ تسبیح رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رکھنی چاہئے۔ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سارے مقامات طے کرا دیئے ہیں۔ اب تسبیح کی کیا ضرورت ہے۔ فرمایا! اس بات کو جانے دو جس کے ذریعے کامیابی ہوتی ہے اس ذریعے کو چھوڑا نہیں جاتا۔ یہ مذکرہ ہے اس کے ہاتھ میں لینے سے اللہ تعالیٰ کا نام مبارک اور ذکر کی توفیق ہوتی ہے۔ ذکر یاد رہتا ہے

مسنون اذکار

اب چند مسنون اذکار میں آپ کے سامنے ذکر کرتا ہوں حدیث شریف کے اندر آتا ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ وبحمدہ جو سو دفعہ صبح کو پڑھے اور سو دفعہ شام کو پڑھے وہ ایسا ہے کہ دنیا والے جتنی

بھی نیکیاں کر سکتے ہیں گویا کہ اس نے ساری کرلیں۔ اتنی بڑی فضیلت ہے۔

الترغیب والترہیب کے اندر ایک روایت مبارکہ آتی ہے کہ سو دفعہ سبحان اللہ صبح کو پڑھے سو دفعہ شام کو پڑھے اس تسبیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو سو حج نفل کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔

حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ اور اذکار بھی لکھے ہیں کہ لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ پانچ سات دفعہ پڑھنے کے بعد جب سانس ٹوٹنے لگے تو اس کے ساتھ ملالے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی تعداد بھی کسی اللہ والے سے اپنے لئے تجویز کرالے۔

ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) دفعہ "سبحان اللہ" تینتیس دفعہ (۳۳) "الحمدللہ" چونتیس دفعہ (۳۴) دفعہ "اللہ اکبر" پانچوں نمازوں کے بعد اور سوتے وقت بھی پڑھ لینا چاہئے۔ بعض روایتوں سے یہ ثابت ہے کہ یہ تسبیح سوتے وقت بھی پڑھنی چاہئے۔ بلکہ جو بھی اذکار ہوں ان کی پابندی اگرچہ وقت کی جائے۔ پانچوں نمازوں کے بعد اور چھٹا سونے کا وقت تو انشاء اللہ اس کے بڑے برکات ظاہر ہوں گے۔

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی اصلاح باطن جلدی ہو اس کو چاہئے **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** ستر دفعہ ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرے انشاء اللہ اس ذکر کی برکت سے اس کے رذائل فضائل میں بہت جلدی تبدیل ہو جائیں گے اور گناہوں سے بچا

رہے گا۔

ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں ظہر کے بعد مغرب کے بعد عشاء کے بعد اگر یہ تین تسبیح کی پابندی کرلی جائے انشاء اللہ دونوں جہاں میں بامراد ہوگا۔ **سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر** میری مائیں بہنیں غور فرمائیں۔ آپ کے پاس بہت وقت ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن کے بعد مناجات مقبول اور مناجات مقبول کے بعد ظہر کے بعد مغرب کے بعد عشاء کے بعد تیسرے کلمے کی ایک تسبیح پڑھ لیا کریں۔

سوتے وقت ایک تسبیح استغفار کی پڑھ لیا کریں۔ استغفار کے مختلف صیغے ہیں۔ **استغفر اللہ واتوب علیہ' استغفر اللہ العظیم** یا صرف **استغفر اللہ' استغفر اللہ' استغفر اللہ**

اور ایک تسبیح درود شریف کی پڑھ لیا کریں۔ درود شریف مسنون اختیار کریں۔ جیسے صلی اللہ علیہ وسلم یا حدیث کے اندر آتا ہے۔ "صلی اللہ علی النبی الامی' اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد" یہ بھی مسنون درود شریف ہے۔ اللہ تعالٰی اذکار مسنونہ کی۔ وظائف ماثورہ کی آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ چند اذکار آپ کے سامنے پیش کئے گئے۔ اپنی صحت و ہمت کا اندازہ لگا کر اپنی صحت کو ملحوظ رکھتے ہوئے تسبیحات کی پابندی کیجئے۔ کثرت کلام سے اپنے آپ کو بچایئے۔ اور فضول کلام سے بالکل اپنے آپ کو بچایئے۔

ملاقات میں دینی بات ضرور کریں

اور ایک اس بات کی عادت ڈال لیجئے جس کسی سے ملاقات کرنی ہو۔ جہاں کہیں بیٹھا ہو ایک دین کی بات آپ ضرور کرلیا کریں۔ اس سے انشاء اللہ باقی باتوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ ایک نیک بات ضرور کرلیا کریں۔ ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مذاکرہ ضرور کرلیا کریں۔ بھئی! کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا سنت ہے۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے۔ اتنی سی بات کہہ دیا کریں۔ کھانا بسم اللہ پڑھ کر کھانا چاہئے۔ کھانے کے بعد الحمدللہ۔ یا الحمدللہ کثیرا کہنا چاہئے۔ ایسی چھوٹی چھوٹی کوئی دین کی بات آپ ضرور کرلیا کریں۔ انشاء اللہ اس سے نیکیوں کے دروازے کھلیں گے۔ اعمال کی زیادہ سے زیادہ توفیق ہوگی۔

اختتامی نصائح

حضرت کے آخری نصائح کے اوپر میں اپنے بیان کو ختم کرتا ہوں۔ فرمایا! کہ ذکر سے غافل مت رہو۔ خواہ تم کوئی خاص ذکر کرو یا عام۔ پھر خواہ ہر وقت ایک ہی یا کسی وقت کوئی اور کسی وقت کوئی۔ پھر خواہ بے

گنتی۔ خواہ انگلیوں پر یا تسبیح پر گنتی ہے۔ اور بعض دعائیں خاص وقتوں میں ہیں۔ اگر شوق ہو تو مناجات مقبول کے اندر حضرتؒ نے صبح و شام کی دعائیں مختلف وقتوں کی دعائیں۔ بیان فرما دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ ذکر لسانی کی بھی توفیق دے اور ذکر حقیقی یعنی اتباع شریعت کی بھی توفیق دے۔ کثرت ذکر اور دوام طاعت کی پابندی اللہ پاک آپ کو نصیب فرمائے جو کچھ عرض کیا اللہ کے لئے عرض کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی آپ کی برکت سے کثرت ذکر کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اپنا نام مبارک لینے کی توفیق عطا فرمائے' اپنے نام مبارک کی برکات اور اس کی برکت سے اپنی محبت کاملہ ہمیں نصیب فرمائے' ناجائز محبتوں سے پیچھا چھوٹ جائے جو جائز محبتیں ہیں اہل حق کی ان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق ہو اور سب سے زیادہ محبت میاں کی محبت ہو۔ بس ان کی محبت ہی دونوں جہانوں میں کام آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی خاص الخاص محبت وافر مقدار میں عطا فرمائے۔ آمین

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین ○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیماتِ مسیح الامتؒ کا خلاصہ

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ ــــــ پاکستان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ؕ

توفیق الٰہی اپنے حضرت کی برکت سے چند ضروری باتیں یاد آئیں اپنی اصلاح کی غرض سے آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ میری بھی اصلاح فرمائیں اور آپ حضرات کی بھی کامل اصلاح فرمائیں۔

معمولات کی پابندی

ابا جی رحمتہ اللہ علیہ کا اس بات پر بڑا زور تھا کہ معمولات کی پابندی بہت ہونی چاہئے بارہا فرمایا کرتے تھے کہ کہ معمولات کی پابندی علامت ہے

چلنے کی اس کو بہت بڑی علامت قرار دیا اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ معمولات
جو شیخ تجویز کر دے بس اتنے ہی کافی ہیں زیادہ مناسب نہیں اور معمولات
میں اپنے طور پر اضافہ کرنا یہ بھی مناسب نہیں میرے بچپن کا ایک واقعہ
ہے کہ مجھے قرآن مجید کی تلاوت سے بہت لگاؤ تھا اور میں نے اپنے طور پر
قرآن مجید کی منزل پانچ پارے تلاوت کے لئے مقرر کر لئے جب کہ دیگر
مشاغل اور بھی تھے پڑھنے کا سلسلہ تھا اور دکان پر حضرت کے حکم سے والد
صاحب کا ہاتھ بٹانے کا سلسلہ تھا اور گھر کے کام کاج تھے ہجرت کر کے آئے
ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا خاندان اور برادری کے افراد علی گڑھ میں
رہ گئے تنہا ہم لوگ ہجرت کر کے آئے میں نے پانچ پارے کی منزل اپنی
رائے سے تجویز کرلی اور اس پر عمل در آمد شروع ہوگیا اور فوراً" میں نے
خوشی خوشی ابا جی کو خط لکھا یہ گمان کرتے ہوئے کہ مجھے اس پر بڑا انعام ملے
گا اور سمجھیں گے کہ کیسا فرماں بردار مرید ہے جو اتنی تلاوت کرتا ہے میں
نے خط میں لکھا کہ الحمدللہ آپ کی دعا سے روزانہ پانچ پارے تلاوت کرلیتا
ہوں میرا تو گمان تھا کہ مجھے بڑا انعام ملے گا حضرت نے لکیر کھینچ کر یہ جواب
تحریر فرمایا کس کی اجازت سے بس یہی انعام ملا یہ بھی انعام ہے شیخ کا
نصیحت فرمانا یہ بھی بڑا انعام ہے بس میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی اور
ایک دم بہت پریشان ہوگیا اور اپنے اصل معمول کو اختیار کیا جو حضرت کا
تجویز کیا ہوا تھا اور اسی وقت میں نے خط لکھا اور بڑے ڈاک خانے میں

ڈالا تاکہ دیر نہ لگے جلدی پہنچ جائے اس زمانے میں تین چار دن میں خط پہنچ جاتا تھا اور آٹھ نو دن کے اندر اندر جواب آجاتا تھا میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے خود رائی سرزد ہوئی بات سمجھ میں آگئی اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادیں آئندہ ایسا نہیں ہوگا حضرت کا جواب نو دس دن کے بعد مجھے ملا "ماشاء اللہ سلامت فہم سے دل خوش ہوا مزید معافی طلب نہ کی جائے ورنہ بندہ محجوب ہوگا شرمندہ ہوگا بس اتنا کافی ہے میں آپ سے خوش ہوں ہمیشہ کے لئے نصیحت ہوگئی کہ کبھی اپنے طور پر معمولات میں اضافہ نہیں کرنا چاہئے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک حکیم کسی مریض سے یوں کہے کہ بھائی آپ ساگودانہ روزانہ تین وقت لے لیا کریں اور چیز آپ کو ہضم نہیں ہوگی اور ساگودانہ ہضم ہونے لگے تو کھچڑی لے لیا کریں بس اتنی خوراک آپ کے لئے کافی ہے مریض نے خود رائی سے کام لیا بجائے ساگودانہ اور کھچڑی کے اس نے چرغے کھانا شروع کردئے تکے کھانا شروع کردیئے' کباب کھانا شروع کردیئے' بھنا ہوا گوشت لینے لگ گیا ظاہر ہے کہ اسے نقصان ہوگا وہ چیز اسے موافق نہیں آئے گی ضعف امعاء کی وجہ سے آنتوں میں کمزوری کی وجہ سے ان میں خراشیں پڑ جائیں گی اس کے لئے تو ساگودانہ اور پتلی کھچڑی تجویز کی تھی اسی طرح اور وظائف جن کو معمولات کہا جاتا ہے شیخ جانتا ہے کہ اس کی روح کے لئے اس وقت کتنی خوراک دینی چاہئے اور کس انداز میں اور کون سی دینی چاہئے ابا جی فرمایا کرتے تھے کہ شیخ کی تجویز

کی ہوئی ایک تسبیح ہو اور مرید کی اپنی رائے سے تجویز کی ہوئی سو تسبیحیں اتنی نافع نہیں ہیں جتنی کہ وہ ایک تسبیح نافع ہے۔

عزیزان من' کام کرنے کے بعد حقیقت سامنے آتی ہے سنتے رہے سناتے رہے لیکن کام کرے نہیں اور ذکر میں لگے نہیں تو حقیقت کا انکشاف کیسے ہوگا؟ حقیقت کا انکشاف تو کام کرنے کے بعد ہوگا حضرت کا معمولات کی پابندی پر بہت زور تھا فرمایا کرتے تھے کہ معمولات کی پابندی کی جائے اور ایک بات یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جو مرید جس قدر ذکر کا پابند ہوتا ہے اکتساب فیض وہ اسی قدر زیادہ کرتا ہے فیض کا حصول اسے زیادہ ہوتا ہے لہٰذا معمولات کی پابندی مشورے کے مطابق ہونی چاہئے اور معمولات کے لئے ایک سہولت حضرت نے یہ بھی فرمائی تھی کہ معمولات نافعہ یومیہ مفیدہ سامنے رکھ دیتے تھے اور پوچھتے تھے کہ اچھا بتلاؤ اس میں باآسانی کتنا کرسکتے ہو اور اس میں سے معمولات لکھ کر میرے سامنے خود تجویز کر کے لاؤ اس نے معمولات کا کتاب سے انتخاب کیا اور حضرت کے سامنے لا کر رکھ دیا کہ میں اتنا کرسکتا ہوں حضرت اس کی اہمیت کا اندازہ فرماتے تھے اور اگر وہ بہت ہی کم بتائے تو اس میں کچھ اضافہ فرمادیتے تھے اور اگر وہ زیادہ رکھے تو اس میں کمی فرمادیتے تھے اعتدال کو ہر حالت میں ملحوظ رکھتے تھے اور برقرار رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ معمولات کی پابندی علامت ہے چلنے کی۔

اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ صحت اچھی ہو تندرست ہو تو ذکر بالجہر

کرنا چاہئے ہمارے حضرات کا طریق رہا ہے ایک مرتبہ حضرت پاکستان
تشریف لائے اور تہجد کے وقت ارشاد فرمایا کہ یہاں ذاکرین نہیں ہیں؟ میں
نے کہا جی ہیں ماشاء اللہ کتنے ہی مہمان ٹھہرے ہوئے ہیں فرمایا کہ آواز تو
آنہیں رہی۔ چشتی ہو کر ذکر بالجہر نہ کرے تو طبیعت کو قرار کیسے آجائے ذکر
بالجہر ہونا چاہئے اور اس بات کو واضح فرما دیا کہ جہر علاج کے طور پر ہے
ثواب کے لئے نہیں ہے ذکر برائے ثواب ہے اور جہر برائے علاج ہے لہٰذا
اب اس کے اندر کوئی اشکال نہ رہا البتہ جہر کے دوران نائم اور مصلی کی
رعایت کی جائے گی یعنی سونے والے اور نماز پڑھنے والے کی لیکن جب صبح
صادق ہو جائے تو اب رعایت کا کوئی سوال نہیں جب فجر طلوع ہو گئی تو اب
رعایت نہیں کی جائے گی نفل پڑھنے والے کی رعایت نہیں کی جائے گی ہاں
اگر کوئی فجر کی سنتیں پڑھ رہا ہے اس کی رعایت کی جائے گی حضرت کو ذکر
بالجہر بہت پسند تھا اور ایک زمانہ تھا کہ ہمارے حضرت والا ذکر بالجہر
اور بالضرب کیا کرتے تھے ان کے پاس کتابی تصوف نہیں تھا حالی اور مقامی
تصوف تھا فن کے امام تھے سر سے لیکر پیر تک ایک ایک کل پرزے سے
جانتے تھے کہ ذکر کہاں کہاں سے اور کیسے کیسے نکالا جاتا ہے اور اس کی اعلیٰ
درجہ کی مشق حضرت کے اشغال میں تھی کس کس بات کو بیان کیا جائے
بات چھڑ جائے گی اشغال کی بات کو یہیں رہنے دیا جائے بڑی مشق تھی
حضرت کی۔ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر جہر کی تو اجازت ہے اور رہے گی مگر ذکر

مضروب کی اب اجازت نہیں ہے کیونکہ قوای کے اندر اور اعضاء کے اندر ضعف آگیا ہے اور کمزوری بڑھ گئی ہے اب اس کا تحمل نہیں رہا اور فرمایا کہ جہر بھی تین قسم کا ہوتا ہے شدید' لطیف' خفیف شیخ تجویز کرے گا کہ کس درجہ کی اس کی صحت ہے جہر شدید اس کے مناسب ہے یا جہر لطیف اور اگر کمزور اور بوڑھا ہے تو جہر خفیف مناسب ہے تو بہر حال مربی کی ضرورت ہے بغیر مربی کے آدمی چل نہیں سکتا۔

پھر میں نے دوسرے دن مہمانوں سے کہا کہ بھائی آپ کے جو بھی معمولات ہیں حضرت والا کے تجویز فرمائے ہوئے مہربانی فرمایئے آپ لوگ کچھ ذکر بالجہر کر لیا کریں کل حضرت تہجد کے وقت باہر تشریف لائے تو کوئی ذکر نہیں کر رہا تھا کسی کی بھی آواز نہیں آرہی تھی ہمارے حضرات کا مذاق رہا ہے ذکر بالجہر کا خیر ماشاء اللہ دوسرے دن ساتھیوں نے' مہمانوں نے ذکر بالجہر شروع کیا تو حضرت کی طبع شریف کو بہت خوشی میسر ہوئی' بہت خوش ہوئے۔

معمولات کی پابندی پر حضرت کا بہت زور تھا اور حقیقت یہی ہے معمولات کا درجہ غذا کا ہے اور مطالعے کا درجہ چٹنی کا ہے مجھے سفر میں آپ کے ملک کے ایک صاحب ملے کہنے لگے کہ میں دن رات مطالعہ کرتا ہوں جب تک مطالعہ نہ کرلوں رات مجھے نیند نہیں آتی میں نے تنہائی میں پوچھا کہ آپ کا مطالعے کی نسبت ذکر کا اہتمام زیادہ ہوگا اس نے کہا جی! بس

کبھی کچھ تسبیحات کرلیں تو کرلیں اور اگر نہ کیں تو نہ کیں میں نے کہا کہ ہمارے حضرت تو فرمایا کرتے تھے کہ مطالعے کی مثال تو چٹنی کی ہے جیسے اچار چٹنی دسترخوان پر ہو اور کوئی آدمی نہ روٹی کھائے نہ سالن کھائے نہ چاول لے بس نری چٹنی ہی کھاتا جائے تو ظاہر ہے کہ اس سے پیٹ تو نہیں بھرے گا یہ درجہ غذا کا نہیں ہے چٹنی تو ذائقہ تبدیل کرنے کے لئے نظام ہضم درست کرنے اور اشتہاء کو بڑھانے کے لئے ہے مطالعہ کرنا چاہئے لیکن مطالعے میں اتنا مبالغہ بھی نہیں کرنا چاہئے جب آدمی ذکر کرتا ہے اور اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالی اپنی طرف سے بھی اس کو علوم عطا فرماتے ہیں۔

بینی اندر خود علوم انبیاء
بے کتاب و بے معید و اوستا

یعنی تو اپنے اندر بغیر کتاب بغیر معاون اور بغیر استاد کے انبیاء کے سے علوم دیکھے گا وہ درجہ بھی اللہ تعالی ذاکر کو نصیب فرماتے ہیں اور یہ درجہ بھی نصیب فرماتے ہیں ذاکر زندہ ہے اور غافل مردہ ہے لہٰذا ہمیں ذاکر بننا چاہئے زندہ ہونا چاہئے ہمارے اندر بیداری ہونی چاہئے۔

صحبت نیک اور مطالعہ کا اہتمام

اور فرمایا دوسری چیز صحبت ہے جو بے حد ضروری ہے یعنی نیک صحبت کا اہتمام اگر اپنے شہر میں نہیں ہے تو اس کے ہم مذاق بزرگوں کے پاس جانا شیخ کی اجازت سے، اہل حق میں بھی مختلف لون اور مختلف رنگ کے آدمی ہوتے ہیں بعض کی طبیعت میں بہت ترتیب اور سنجیدگی ہوتی ہے اور بہت سلجھا ہوا انداز ہوتا ہے اور بعض کی طبیعت آزاد ہوتی ہے اب یہ شیخ جانتا ہے کہ اس کا جانا کہاں مناسب ہے اور کہاں مناسب نہیں میں نے اپنے حضرت سے پوچھا کہ آپ کی اجازت ہو تو مختلف بزرگوں کے درس میں اور مجالس میں چلا جایا کروں اور زمانہ میرا طالب علمی کا ہے اور مجھے اس بات کی ضرورت بھی تھی لیکن شیخ جانتا ہے کہ اس کی ضرورت کیسی ہے حضرت نے تحریر فرمایا کہ کیا تمہارے پاس میرے حضرت کے مواعظ و ملفوظات نہیں ہیں میں نے لکھا کہ جی مواعظ و ملفوظات ہیں فرمایا بس اس کا مطالعہ کریں الحمدللہ حضرت کے فرمانے کی برکت سے ہر سال حاضری کا شرف حاصل ہونے لگا اور حضرت والا بھی ہر سال تشریف بالالتزام لانے لگے صحبت کا اہتمام بھی بہت ضروری ہے صحبت کہتے ہیں کہ کالک جائے اور سفیدی آئے صحبت میں آنکھیں کھل جاتی ہیں بیداری پیدا ہو جاتی ہے اور غفلت دور ہو جاتی ہے اور جب تک شیخ کی صحبت نہ ملے تو اس کے ہم مذاق بزرگوں کی صحبت میں جاتا رہے ورنہ مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ رکھے۔

مکاتبت بمتابعت کا اہتمام

اور ساتھ ساتھ تیسرے نمبر پر فرماتے تھے کہ مکاتبت کا اہتمام ہونا چاہئے اطلاع اور اتباع بے حد ضروری ہے ابتدا میں تو فرمایا کرتے تھے کہ ہفتے میں ایک خط ہو بعد میں فرمانے لگے کہ مہینے میں تین خط ہوں پھر فرماتے تھے کہ اگر مہینے میں دو بھی ہوجائیں تو کلّ چل جائیگا مکاتبت کے دوران ایک روز بلا کر فرمایا کہ دیکھو بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو تحریر میں آنا چاہییں اور بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جو تحریر میں نہ آنی چاہییں بلکہ زبانی ہونی چاہییں ان کو کاغذ پر الگ لکھ لیا کرو اور یہ سلیقہ بھی مرید کو آنا چاہئے کہ کون سی باتیں زبانی کرنے کی ہیں اور کون سی بات لکھنے کی ہے ہر چیز سکھایا کرتے تھے حضرت کی طبیعت ترتیب کے ساتھ چلتی تھی حضرت کے ہاں تربیت میں ترتیب تھی حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے ہمارے حضرت کا نام لیکر فرمایا کہ ان کی تعلیم بالترتیب ہوتی ہے حضرت خواجہ صاحب اور دیگر مخصوص احباب نے اصرار سے دریافت کیا کہ آپ کو اپنے خلفاء میں کس کی تعلیم و تربیت زیادہ پسند ہے حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ و مسیح سب سے بڑھ گئے حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب الہ آبادی حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے چھ ماہ بعد انتقال فرماگئے تھے اور اتنے بیمار رہتے تھے کہ تین مرتبہ ان پر فالج کا اثر ہوا اور حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں بھی

شریک نہ ہوسکے ذات باری تعالیٰ نے ان کے برکات سے بھی سلسلہ کو خوب مالا مال کیا ہے انفاس عیسیٰ' نور الصدور اور دیگر کئی بڑی بڑی عجیب کتابیں چھوڑ گئے جو ان کے لئے مستقل صدقہ جاریہ ہیں اور پھر حق تعالیٰ نے اس مسیح امت سے آخر وقت تک کام لیا ہے حضرت نے بہت فراخدلی کے ساتھ امت مسلمہ پر کمال شفقت کے ساتھ وہ احسانات فرمائے ہیں جن کا صلہ ہمارے پاس نہیں ہے ذات باری تعالیٰ ان کے احسانات ان کی محنتوں اور شفقتوں کا صلہ ان کو ہمیشہ عطا فرماتے رہیں اب تک تین باتیں ہوئیں معمولات کی پابندی' صحبت کا اہتمام اور صحبت نہ ہونے کی صورت میں مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ اور مکاتبت۔

اور مکاتبت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ طریق بے حد نافع ہے اور اپنے شیخ کا ایک ملفوظ بھی بیان فرمایا کہ خانقاہ میں جتنے بھی دینی کام ہورہے ہیں ان میں سے سب سے اعلیٰ سب سے ضروری کام وہ ڈاک کا کام ہے اور حضرت والا کے اسی خطوط روزانہ کے ہوتے تھے بعد میں ایک روایت یہاں تک پہنچی کہ سو ہوگئے پھر ایک سو بیس ہوگئے کہہ دینا آسان ہے مگر خطوط کا جواب لکھنا بہت مشکل ہے ایک خط کم از کم تین بار پڑھا کرتے تھے جیسے ہی ڈاک آتی تھی فوراً" پڑھتے تھے زیادہ ضروری خط الگ رکھ دیتے تھے بڑے الگ رکھ دیتے تھے اور ساتھ ساتھ دعائیں بھی فرماتے رہتے تھے جب جواب لکھنے بیٹھتے تھے تو پہلے بھی پڑھتے تھے اور جواب لکھنے

کے بعد بھی دیکھتے تھے ایک خط مسیح الامت کی نظر سے تین بار گزرتا تھا ان تحریرات کو بھی کیا شرف حاصل ہوا کہ وہ ایک مرد کامل کی نظر سے تین تین بار گزرتی تھیں فرمایا کرتے تھے مکاتبت بمتابعت' اتباع کے ساتھ مکاتبت ہو پوری پوری اطلاع ہو' شیخ کی طرف سے جو تعلیم ہو اس کی پیروی اور اتباع ہو اللہ تعالیٰ ہمیں اطلاع و اتباع کی توفیق عطا فرمائیں یہ بڑی ضروری چیز ہے میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ آدمی مصروف ہے کثیر المشاغل ہے اور عدیم الفرصت ہے تو مہینے میں ایک خط تو لکھ دے بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ذہن میں کوئی مضمون ہی نہیں آتا اباجی فرمایا کرتے تھے کہ اس میں دو باتیں ہیں یا تو مقامات طے کر چکا ہے اب ضرورت نہیں رہی یا معمولات کا پابند نہیں ہے ذکر میں لگا ہوا نہیں ہے اگر ذکر میں لگا ہوا ہوتا تو احوال ضرور طاری ہوتے اب ہم خود ہی اندازہ کر لیں کہ کون سے نمبر پر ہیں اس کے علاوہ یہ بات بھی فرمایا کرتے تھے کہ ارے بھائی جس سے تم نے تعلق کیا ہے جس کی محبت کا تم دم بھرتے ہو اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ اس کی خیریت ہی پوچھ لو کیسا مشفقانہ انداز ہے کہ اسی بہانے مکاتبت شروع ہو جائے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ہیں ہمارے محبوب ہیں بڑے شفیق ہیں ارے بھائی ان کی خیریت تو پوچھ لو اور جی چاہتا ہے کہ ہمارے دوستوں کی ہمیں خیریت معلوم ہو طلب دعا کے لئے خط لکھ دیا کرو باہمی ایک رابطہ ہونا چاہئے یہ تو ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے ایسے ایسے لطیف انداز سے

آسان انداز سے سمجھایا کرتے تھے اور باتوں سے جب خط و کتابت چھڑ جاتی تھی اور خود بھی چھیڑ دیتے تھے تو پھر آدمی مکاتبت پر لگ جاتا تھا آج بھی اس بات کی ضرورت ہے ارے بھائی زیادہ نہ سہی مہینے میں کم از کم ایک خط ہی سہی اس سے کم کیا ہو حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

چار چیزیں ضروری ہیں استفادہ کے لئے

اطلاع و اتباع اعتماد و انقیاد

اعتماد او انقیاد کا درجہ تو ایسا ہے کہ نکاح ہو گیا نکاح سے پہلے سب تسلی کر لی جب عقد اور وابستگی ہو گئی اب تو دو کام ہیں اطلاع و اتباع اپنے حالات کی اطلاع ہو اور جو چیز وہاں سے تعلیم ہو اس کا اتباع ہو فرماتے تھے کہ طریق بہت آسان ہے بس اتنی سی بات ہے کہ لطیف ہے معصیت کی کثافت کے ساتھ نہیں چلتا معصیت کی کدورت کے ساتھ نہیں چلتا گناہوں کے میل کچیل کے ساتھ نہیں چلتا معاصی کو چھوڑ دو اور ذکر اللہ کو پکڑ لو ذکر اللہ کے انوار لطافت اپنے اندر لے لو پھر بالکل آسان ہے کوئی مشکل نہیں بھئی اعتماد تھا جب ہی تو تعلق کیا ہے اور اس کے ساتھ انقیاد' عزم بالجزم ہے کہ نبھائیں گے اعتماد و انقیاد کے ساتھ تعلق ہو گیا اعتماد اور انقیاد کے ساتھ نبھانے کے ارادے کے ساتھ جب عقد ہو گیا تو اب دو ہی باتیں رہ گئیں اطلاع اور اتباع طریق تو بالکل آسان ہے فرمایا کہ تصوف ہوا نہیں ہے حلوہ ہے اور بہت گرم بہت لذیذ' خوش مزہ' خوش رنگ' اور نتیجے کے

اعتبار سے عمدہ ہے فرمایا کرتے تھے کہ ظاہری صفائی کو پسند کرتے ہو' کپڑے صاف ہوں' بنیان صاف ہو' لنگی صاف ہو' نہاتے ہو' گھر صاف کرتے ہو' بستر صاف کرتے ہو' ہر چیز صاف ہو' ہر جگہ صفائی مطلوب ہے' باطن کے اندر صفائی کیوں مطلوب نہیں ہے ایک ظاہری صفائی ہے اور دوسری باطنی صفائی اسی باطن کی صفائی کا نام تصوف ہے یہ کوئی ہوا نہیں ہے یہ کوئی انوکھی چیز نہیں ہے جدید چیز نہیں ہے شروع ہی سے تصفیہ باطن کا سلسلہ چلا آرہا ہے فرمایا کرتے تھے کہ بغیر تصفیہ کے تسویہ نہیں ہوگا باطن میں سیدھ نہیں آئے گی کجی اور ٹیڑھ رہے گی جب تصفیہ کا اہتمام ہوگا صفائی کا اہتمام ہوگا تو تسویہ بھی ہوگا پھر کمال اعتدال کے ساتھ صراط مستقیم پر گامزن ہو جاؤ گے ایسی عمدہ عمدہ لطیف لطیف باتیں ہماری ہدایت کے لئے فرماتے تھے اس مقدس ہستی نے چمڑی اور ہڈی کو ملا دیا گوشت نام کی کوئی چیز اس مسیحا باطن پر نہیں رہی اپنے آپ کو گھلا کر رکھ دیا اگر فکر تھا تو بس یہی فکر تھا کہ کس طرح امت کی اصلاح ہو اور صراط مستقیم کی ہدایت حاصل کر لے متقی بن جائیں کمال تقوی ان کے اندر ہو کمال تواضع ان کے اندر ہو' ایسے محبوبانہ انداز میں پھوکے پھوکے ہونٹوں کے ساتھ نرم نرم الفاظ کے ساتھ' عاجزی کے ساتھ اور مٹ کر گفتگو کرتے تھے کہ حیرت ہوتی تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ بہت نیچے اتر کر نشیب میں اتر کر کام کرنا پڑ رہا ہے مزاج شناس تھے مردم شناس تھے زمانہ شناس تھے' موقع شناس تھے اللہ پاک نے

مثالی تجربہ ان کو اس فن کے اندر عطا فرمایا تھا اپنے شیخ کے آگے انہوں
نے بالکل خاک کر دیا تھا اس کی بدولت اللہ پاک نے نامعلوم کتنے کمالات
ان کو عطا فرمائے تھے الغرض مکاتبت بمتابعت بہت ضروری ہے اگر ہم آج
مکاتبت نہ کرتے توفیق الٰہی برکت اباجی کی ہے تو یہ ہزار سے زیادہ خطوط کا
ذخیرہ کہاں ہوتا فرمایا کرتے تھے کہ اپنے شیخ سے ایک ایک بات مستند کروالو
زندگی بھر کے لئے تسلی رہے گی چاہے بات چھوٹی ہو یا بڑی گھر کی بات ہو یا
باہر کی اپنے شیخ سے مستند کرالو ایک ملاقات میں اس بات پر بہت زور دیا کہ
ایک ایک بات اپنے شیخ سے مستند کرالو پوچھتے رہو۔

میں نے اپنے حضرت کو دیکھا ان کے مختلف ادوار دیکھے دوسرے وہ
باتیں جو میں نے سفر حضر میں حضرت سے پوچھیں اس پر حضرت نے فرمایا کہ
اس علاقے کا مزاج یہ ہے اس علاقے کا مزاج یہ ہے بیان ایسے کرنا' یہاں
ایسے کرنا' اور ایک ان دونوں باتوں کے علاوہ حضرت نے فرمایا کہ میرے
دل میں بات آتی ہے ایسا ہونا چاہئے ایسا ہونا چاہئے ان تینوں کا مجموعہ میرا
ماخذ ہے میری باتوں کا پروف ہے ہر بات دیکھنے سے سمجھ میں نہیں آتی بلکہ
بعض باتیں ایسی ہوتی تھیں جس کو ہم دیکھ رہے تھے حضرت نے ان کے
اختیار کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ میرے لئے ہے آپ کے لئے
نہیں آپ حضرات کے لئے نہیں ہے بلکہ میرے لئے ہے جب کسی شخصیت
سے تعلق قائم کرلو تو اصل یہی ہے کہ اپنے آپ کو پیش کردے ان سے

پوچھو صرف دیکھنے پر اکتفا نہ کرو کہ ہم نے حضرت کا یہ انداز دیکھا ہے پوچھو کہ کیا ہمارے لئے یہ انداز مناسب ہے یا نہیں؟ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے ہمیں بلایا اور فرمایا کہ اپنی تعلیمات میں اپنے متعلقین کے اندر میرا مذاق لینا میرا مزاج نہ لینا' ڈانٹنا ڈپٹنا' خانقاہ سے بستر نکلوا دینا جھڑکنا یہ میرا اپنا مزاج ہے میں اس میں مامور من اللہ تھا اس انداز کو اختیار نہ کرنا بلکہ تعلیمات کے اندر میرا جو ذوق ہے اس کو لینا' ابا جی نے کئی مرتبہ فرمایا کہ آج جس کو دیکھ لو حضرت تھانوی بنا جا رہا ہے کیا پتہ کہ حضرت والا نے کیا فرمایا تھا اور کس انداز کو اپنانے کے لئے فرمایا تھا ویسی ڈانٹ ڈپٹ ویسا ہی جھڑکنا' میں نے آخر میں حضرت سے پوچھا کہ کیا انداز رکھا جائے حضرت مرض الوفات میں تھے فرمایا نری شفقت' نری شفقت' آپ نے فرمایا کہ کام شفقت سے چلے گا۔

یہ تین باتیں ہو گئیں اور تین باتیں میں اور ذکر کرنا چاہتا ہوں نہ معلوم پھر کب ملاقات ہو یہ تینوں باتیں حضرت نے بڑی تاکید سے فرمائی تھیں مگر ان میں بڑی غفلت برتی جا رہی ہے ان میں سے بھی مخصوصین دو ہی باتیں جانتے ہیں تین نہیں جانتے حضرت نے ہمیں تیسری بھی بتلائی تھی۔

محاسبہ کا اہتمام

پہلے ہے محاسبہ اور یہ کام کبھی کبھار کرنے کا نہیں بلکہ ہر روز کرنے کا

ہے کھانا بھی کیا آپ کبھی کبھار ہی کھاتے ہوں گے پانی بھی ایک دو ہفتے کے بعد کبھی کبھار ہی پیتے ہوں گے، جیسے یہ کام کبھی کبھار کرنے کے نہیں، ساگ روٹی دال روٹی، سالن روٹی یومیہ ضروری ہے اسی طرح یہ تینوں کام بھی ہمارے لئے ضروری ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ حساب دینے سے پہلے اپنا حساب کرلو، یہ حدیث اس محاسبہ کی اصل ہے علمائے کرام مشائخ عظام ایہا الطلاب! اچھی طرح سمجھ لیجئے ہمارے اکابر کی تعلیمات سب قرآن و سنت سے ہیں کوئی بھی طریق قرآن و سنت سے باہر نہیں ہے صرف اپنے فہم کی بات ہے بصیرت کی بات ہے ورنہ ایک ایک بات قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

یہ محاسبہ کبھی کبھار کرنے کا نہیں ہے اگر کبھی کبھار کروگے تو اصلاح کے اندر تاخیر ہو جائے گی اباجی فرمایا کرتے تھے کہ اصلاح میں تاخیر بڑی مضر ہے جب گاڑی پٹڑی پر لگا دی ہے اب اگر ڈبے انجن سے جدا ہو گئے دور ہو گئے فرمایا کرتے تھے کہ اصلاح میں تاخیر نامناسب ہے بہت غلط بات ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے اصلاح پر اصلاح اور پے در پے اصلاح ہو کر کسی طرح راستہ کی تکمیل ہو جائے مولانا قرآن مجید پڑھاتے ہیں تو بس یہی چاہتے ہیں کہ بس کسی طرح ختم ہو اور یہ ایک دم حافظ کہلانے لگے اور بزرگوں نے ختم قرآن کی ان تقاریب کے اندر یہ بھی حکمت لکھی ہے کہ ایک دفعہ تو

یہ حافظ بھی خیال کرے گا پچاسیوں آدمیوں کے اندر میرا قرآن مجید ختم ہوا لوگ کیا کہیں گے فرمایا کرتے تھے کہ اصلاح میں تاخیر کیسی؟ اصلاح میں تاخیر نہ ہونی چاہئے اگر محاسبہ سے غفلت برتی تو اصلاح میں تاخیر ہو جائے گی۔

جب آپ بستر پر بیٹھیں تو آپ یہ غور کریں کہ صبح سے میں اٹھا صبح چار بجے اللہ پاک نے مجھے بیدار کیا اس وقت سے لے کر کتنے کام میں نے اچھے کئے اور کتنے برے کئے اچھے کاموں پر شکر کرتے جاؤ اور مزید توفیق طلب کرتے جاؤ کہ یا اللہ جو توفیق آج آپ نے دی ہے کل بھی دینا آئندہ بھی دینا ہمیشہ دینا اور صبح بیدار ہونے سے لیکر رات کو بستر پر لیٹنے کے وقت کی تیاری تک جو کام آپ سے غیر معیاری سرزد ہو گئے نامناسب اور نقصان دہ ہیں دینی اور اخروی اعتبار سے اس سے توبہ کرو "یا اللہ مجھے معاف فرما دیجئے میں نے لغزش کا کام کیا خطا کھائی آئندہ ایسا نہیں ہوگا یا اللہ میں نادم ہوں مہربانی فرما دیجئے اب تو میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے آپ کو راضی کرنے کا یہ تہیہ آپ ہی نے میرے دل میں ڈالا ہے یہ تقاضا آپ ہی نے میرے دل میں ڈالا ہے مہربانی فرمایئے میرے ارادے کی تکمیل آپ ہی کی توفیق سے ہوگی یا اللہ آپ کی مدد سے ہوگی میں نے آپ کو راضی کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اس میں مجھے کامیاب فرما دیجئے اب یہ آپ کا کام ہے اب جو کچھ ہو چکا ہے معاف فرمایئے میں معافی مانگتا ہوں آئندہ ایسا نہیں ہوگا

محاسبہ کرلیں بچنے کا ارادہ بھی کرلیں ان سے حفاظت کی دعا بھی کرلیں محاسبہ ہوگیا۔

مراقبہ موت کا اہتمام

اور دوسری بات مراقبہ موت ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ مرنے سے پہلے مرنے کی تیاری کرلو یہ بہت لازمی بات ہے یہ تو زندوں کی نادانی ہے میں صاف کہتا ہوں کہ ہم زندہ لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ ہم ایسے ہی تعزیت کرتے رہیں گے اور ایسے ہی عیادت کرتے رہیں گے اور ایسے ہی لوگوں کو قبرستان میں لے جاتے رہیں گے بڑی نادانی کی بات ہے میرے عزیز ایسا کبھی نہیں ہوگا ہمارا وقت بہت کم رہ گیا ہے کسی بھی انسان کی عمر دنیا میں بڑھ نہیں رہی گھٹ رہی ہے لوح محفوظ میں جس جس کی جتنی جتنی عمر ہے اس میں سے گھٹ تو رہی ہے بڑھ نہیں رہی اگر کسی کی عمر کل ساٹھ سال ہے اور اب پچپن سال ہوگئی تو پانچ ہی سال تو رہ گئے لہٰذا دنیا کی زندگی کے لمحات عزیز کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے "مراقبۂ موت" مراقبہ کے معنی ہیں گردن جھکا کر گہری سوچ یہاں پر مراقبۂ موت ہے یعنی موت کے بارے میں گہری سوچ اختیار کرنا' یوں سوچ لو کہ نزع کی حالت طاری ہے میرے بچے بھی پریشان ہیں بہن بھائی بھی پریشان ہیں دوست احباب بھی پریشان ہیں

اور میں چارپائی پر بے بس پڑا ہوا ہوں میری زندگی کے بارے میں سب مایوس ہیں چل چلاؤ کا وقت ہے کوئی یٰسین سنا رہا ہے کوئی کلمہ تلقین کر رہا ہے اپنی بے بسی کا تصور جاری رہے یہ حالت مجھ پر طاری ہو رہی ہے میں کیا کروں اتنے میں دیکھا کہ ملک الموت بھی آ گئے ہیں اور وہ دنیا سے رخصتی کا پیغام لے آئے ہیں انگوٹھے کی جانب سے میری روح کھینچی جا رہی ہے اور انگوٹھوں سے ٹخنوں تک آ گئی کھینچتے کھینچتے پنڈلی تک آ گئی پنڈلی سے گھٹنے تک آ گئی گھٹنے سے زانوں تک آ گئی زانوں سے کولہے تک آ گئی کولہے سے پیٹ تک آ گئی پیٹ سے سینے تک آ کر دل سے گزرتی ہوئی ناک کے نتھنے سے بس ایک دم جھٹکے سے نکالی ہچکی آئی روح پرواز کر گئی مر گیا بے بسی محتاجی عاجزی اور سب کا رونا دھونا تصور کرے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب تک میت دفنائی نہیں جاتی اپنے آپ کو اور جو کچھ اس کے ساتھ ہوتا رہتا ہے دیکھتی رہتی ہے اور یہ تصور کرے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ غیروں کو اطلاع دی جا رہی ہے غسل کا تخت بنایا جا رہا ہے پانی گرم کیا جا رہا ہے اور میرا وجود بے حس و حرکت پڑا ہوا ہے تختہ غسل پر ڈال دیا گیا کپڑے پھاڑ کر اتار دیئے گئے الٹ پلٹ کر مجھے غسل دے رہے ہیں مل رہے ہیں وغیرہ وغیرہ کفن بھی مجھے دیا گیا اور رو دھو کر مجھے گھر سے نکال دیا گیا گھر رکھنے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں ہے لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ دیر نہ کرو مردے کو جلدی دفن کرنا چاہئے حکم یہی ہے بعض یوں کہہ رہے ہیں کہ پھلنے پھولنے لگا

بعض یوں کہہ رہے ہیں گل جائے گا بدبو آئے گی اور بعض جگہ تو چیونٹیاں
پڑجاتی ہیں چارپائی کے نیچے پانی کے پیالے رکھنے پڑتے ہیں مردے کی ایسی بو
ہوتی ہے کہ چیونٹیاں بہت جلد پہنچ جاتی ہیں بڑے اچھے صاف شفاف
گھروں کے اندر جلدی سے آجاتی ہیں اس لئے چارپارٹی کے نیچے پانی رکھنا
پڑتا ہے میں سارا منظر دیکھ رہا ہوں اور مجھے مٹی کے گڑھے کے اندر ڈال
دیا گیا اوپر سے مٹی ڈال کر چلے گئے نکیرین آگئے سوال ہوگا کیا جواب دوں
گا؟ کیسے بن پڑے گی ہوتے ہوتے صور پھونک دیا گیا قبروں سے اٹھ گئے
میدان محشر ہے تانبے سے زیادہ گرم زمین ہے اور دھوپ ایسی شدت کی
جیسے آفتاب سر پر آگیا ہے دماغ کھول رہا ہے زبان لٹکی ہوئی ہے پسینے کے
عذاب میں اللہ کی مخلوق غرق ہے پریشان ہے اب خدا کے سامنے پیشی ہوگئی
بازپرس ہورہی ہے ڈانٹا جارہا ہے جھڑکا جارہا ہے ذرے ذرے کا حساب
کتاب ہورہا ہے ذرہ ذرہ اچھائی کا یا برائی کا سامنے لایا جارہا ہے الٰہی توبہ
الٰہی توبہ یا اللہ میرا کیا بنے گا **سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم**'
استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ بس یہاں پر یہ ایک
تسبیح استغفار کی پڑھے ایمان مفصل پڑھے کلمہ طیبہ کلمہ شہادت پڑھے ایمان
کی تجدید کر کے سنت کے مطابق اب سوجائے یہ دو کام کرے محاسبہ اور
مراقبہ۔ اباجی نے یہ بھی فرمایا اگر سو دانے کی تسبیح میں استغفار کے صیغہ کے
بڑا ہونے کی وجہ سے اگر یہ نہ پڑھ سکے تو اکیس مرتبہ پڑھ لے اور باقی چھوٹے

صیغے کے ساتھ تسبیح پوری کرے۔ ہمارے ابا جی کے ہاں آسانی بہت ہے آزادی نہیں اوروں کے ہاں آزادی ہے آسانی نہیں ابا جی کی تعلیم و تربیت میں آسانی ہے آزادی نہیں اور مطلوب آسانی ہے یہ ایک فرق ہے لوگ اس کو نہیں سمجھتے۔ اعمال کے اندر سرگرمی عبور رسوخ اگر حاصل ہوتا ہے تو آسانی سے حاصل ہوتا ہے انسان کی طبیعت چلتی ہے تو آسانی سے چلتی ہے آزادی سے تو بے باکی آتی ہے تو فرمایا کہ اگر یہ استغفار نہ پڑھ سکے تو چھوٹا صیغہ استعمال کرے **مثلاً استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ یا استغفر اللہ و اتوب الیہ استغفر اللہ استغفر اللہ** اب سو جائے محاسبہ بھی ہو گیا مراقبہ بھی ہو گیا یہ کام روزانہ کے کرنے کے ہیں اس سے آپ اپنے اندر ایک باطنی انقلاب محسوس کریں گے۔

مشارطہ کا اہتمام

تیسرے نمبر پر ہے مشارطہ اور حضرت نے مجھے بیعت کے وقت خاص اس کی تلقین فرمائی تھی اور مشارطہ یہ ہے نماز فجر سے فارغ ہو کر ایک منٹ کے لئے نفس پر شرط لگائے کہ تو نے یہ دن کیسے گزارنا ہے اللہ کی فرماں برداری کے ساتھ گزارنا ہے رات کے محاسبے کو یاد رکھ رات کے

مراقبے کو یاد رکھ' کچھ شرم کر' روزانہ جو تو نے سرکشی پر کمر باندھ رکھی ہے
میں آج تجھے اس طریقے سے بے باک نہیں ہونے دوں گا بس آنکھیں
دکھانے کی دیر ہے اسے کہتے ہیں مشارطہ' جس کی حضرت نے مجھے خاص طور
پر تلقین فرمائی تھی ان شاء اللہ تعالیٰ دن اللہ کے فضل کے ساتھ گزرے گا
اور محاسبہ مراقبہ رہے تو رات دن پورے چوبیں گھنٹے اللہ کے فضل کے
ساتھ گزریں گے محاسبہ مراقبہ اور مشارطہ یہ تین چیزیں بہت ضروری ہیں
میرے حضرت کی تعلیمات میں چھ باتیں لب لباب ہیں خلاصہ ہیں تعلیمات
مسیح الامت کا' معمولات کی پابندی' صحبت کا التزام عدم صحبت کی صورت
میں ان کتب کا مطالعہ جو شیخ تجویز کرے' ہر کس و ناکس کی کتاب نہیں دیکھنا
چاہئے اس کتاب کو دیکھیے جو شیخ تجویز کرے' اس کتاب کو دیکھنا صحبت شیخ
کے قائم مقام ہے' مکاتبت بمتابعت اور یہ تین باتیں یعنی محاسبہ' مراقبہ
موت' مشارطہ' اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم طریق عطا فرمائیں۔

"طریق" کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے سیدھے سچے راستہ کو' بس
اتنی سی بات ہے اور "فہم" اس راستے کی سمجھ کو کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ اس
مبارک راستے کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں اور حقیقت یہ کہ زندگی گزارنے کا
یہی اصول ہے یہی ضابطہ اور یہی رابطہ ہے اس کے بغیر زندگی بے کیف ہے
جس شخص کا تعلق اللہ کے مقبولوں کے ساتھ نہ ہو جس کے ہاتھ میں اللہ کے
کسی مقبول کا دامن نہ ہو اس کی بھی کوئی زندگی ہے بے سواد بے مزہ زندگی

ہے اگر مزے دار زندگی ہے تو انہیں کی ہے جو کاملین کے ساتھ اپنا تعلق رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ مضبوط تر تعلق نصیب فرمائیں۔ آمین۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ ــــــ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم ○

فکر اصلاح

توفیق الٰہی سے اور اپنے مرشد پاک کی برکت سے اصلاحی گفتگو اپنی اصلاح کی غرض سے الحمد للہ چل رہی ہے اللہ تعالیٰ سب کو اپنی اپنی اصلاح کا بہت اچھا فکر عطا فرمائیں اور اپنی مرضیات پر چلنا آسان فرمائیں۔ دنیا کی فانی ناپائیدار زندگی ناقابل اعتبار زندگی جس پر کبھی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں موت یقینی شئے ہے ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے آخرت سے غفلت برتنا رضائے الٰہی کے مطابق زندگی نہ گزارنا یہ بڑی قساوت اور غفلت کی بات ہے انسان کی زندگی دن بدن کم

ہو رہی ہے۔

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم
رفتہ رفتہ چپکے چپکے دم بدم
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
ہوئے نامور بے نشان کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسمان کیسے کیسے

مہلک شے

عزیزان من! سب سے مہلک اور خطرناک چیز اس دنیا میں گناہ ہیں چاہے وہ ظاہری ہوں چاہے وہ باطنی ہوں ایک بندہ مومن کو سب سے زیادہ نقصان گناہوں سے پہنچتا ہے اور گناہ کیسے بھی ہوں چاہے وہ صغیرہ ہوں چاہے وہ کبیرہ ہوں سب مضر ہیں یہ نہیں کہ کبیرہ تو مضر ہیں اور صغیرہ نہیں نہیں ہیں نہیں بلکہ دونوں مضر ہیں۔ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ تو اس کی تخصیص نہیں فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو علماء کا اپنا منصب ہے کہ

وہ تخصیص کرتے ہیں کہ یہ کبائر ہیں اور یہ صغائر ہیں لیکن میرے نزدیک تو جتنے بھی گناہ ہیں وہ سب کبائر ہی ہیں۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی مثال دی ہے کہ چھپر میں اگر معمولی سی چنگاری لگادی جائے تو ظاہر ہے کہ سلگتے سلگتے آگ بھڑک اٹھے گی اور چھپر جل جائے گا اور اگر اس میں مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگادی جائے تو تب چھپر جل جائے گا' دونوں صورتوں میں چھپر جل جائے گا۔ تو یاد رکھیئے جب صغائر پر اصرار کیا جاتا ہے صغیرہ گناہوں پر مصر رہتا ہے کرتا رہتا ہے کرتا رہتا ہے تو وہی کبیرہ بن جاتا ہے۔

تلبیس ابلیس

لہذا! گناہ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ! دانستہ تو کبھی اس کے قریب نہ جائے اور توبہ کے بھروسے کرے نہیں یہ بڑی نادانی کی بات ہے کہ میاں چلو کوئی بات نہیں بعد میں توبہ کرلیں گے توبہ اس لئے نہیں ہے کہ آپ اس کے بھروسے پر گناہ کیا کریں بلکہ توبہ اس لئے ہے کہ نادانستہ طور پر غیر شعوری طور پر بھول کر غفلت سے کوئی نافرمانی ہوجائے تو فوراً "توبہ کرلے۔ ارے بھئی گھر میں ٹیوب لاکر رکھی ہوئی ہے' جلے ہوئے پر لگانے کے لئے تو کس لئے رکھی ہے اس لئے کہ خدانخواستہ اللہ نہ کرے اگر کسی کا ہاتھ جل گیا تو فوراً" لگالے اس لئے تو لاکر نہیں رکھی کہ ہاتھ جلایا کریں گے اور اس کو

لگایا کریں گے یہ شیطانی دھوکہ ہے کہ توبہ کے بھروسے پر گناہ کریں۔ توبہ کے بھروسے پر گناہ نہیں کرنا چاہیے یہ بہت بری بات ہے بعض دفعہ توفیق توبہ کی سلب ہوجاتی ہے اور آدمی بغیر توبہ کئے ہوئے مرجاتا ہے۔ جیسے کہ مرہم کے اور ٹیوب کے بھروسے پر آپ ہاتھ نہیں جلاتے اسی طرح توبہ کے بھروسے پر گناہ نہیں کرنا چاہیے یہ بہت بری بات ہے۔

تعلق مع اللہ میں مہلک رکاوٹ

اور گناہ چاہے کیسا بھی ہو گناہ تو گناہ ہے گناہ نام ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا۔ چاہے وہ آنکھوں سے ہو چاہے وہ زبان سے ہو چاہے وہ کانوں سے ہو چاہے وہ ہاتھوں سے ہو چاہے وہ پیروں سے ہو جسم کے کسی بھی حصے سے ہو اور جتنے بھی گناہ ہیں اس کو یاد رکھئے یہ حق تعالیٰ کے تعلق کے اندر بہت مہلک ہیں بہت مہلک ہیں ہلاکت خیز ہیں بھیانک ہیں خطرناک ہیں سم قاتل ہیں ایسا زہر ہے جو قتل کئے بغیر نہیں چھوڑتا زہر بھی قاتل زہر ہے تو عزیزان من! جتنے بھی گناہ ہیں چاہے وہ کبیرہ ہوں چاہے وہ صغیرہ ہوں میں بقسم عرض کرتا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے تعلق کے اندر بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

مسلمان تین طرح کے ہیں

آج کل مسلمانوں میں کل تین قسم کے مسلمان ہیں ایک تو وہ مسلمان ہیں جن کے پاس کسی نہ کسی درجے میں ایمان ہے لیکن تاکیدی اعمال کی طرف سے غفلت ہے یہ بہت غلط بات ہے اور تاکیدی اعمال کوئی زیادہ نہیں ہیں اگر آپ غور فرمائیں تاکیدی اعمال کتنے ہیں ایمان کے بعد نماز پنجگانہ اور گیارہ مہینے کے بعد رمضان کے روزے وہ بھی جب کہ آپ صحت مند ہوں اور اگر صحت قابل اعتماد نہیں تو فدیہ دیا جا سکتا ہے۔ مالک نصاب نہیں تو زکواۃ نہیں پیسہ نہیں تو حج بھی نہیں اب تاکیدی اعمال کون سے لمبے چوڑے ہیں اگر مالک نصاب نہیں تو قربانی بھی نہیں اگر تھوڑی سی آسودگی ہے تو صدقہ فطر ہے جیسے کہ اس سال ہمارے یہاں آٹھ روپے فی کس صدقہ فطر دیا گیا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ تاکیدی اعمال کون سے زیادہ ہیں جن کو ایک آدمی نہیں کر سکتا۔ خواہ مخواہ تاکیدی اعمال کے اندر غفلت برت کے عنداللہ مجرم بنتا ہے یہ کوئی عقل مندی کی بات ہے کوئی شعور کی بات ہے؟

معصیت کی نحوست

آپ کے ماں باپ بھی اتنی رعایت آپ کی نہیں کر سکتے جتنی مالک

کائنات نے آپ کی رعایت کی ہے پندرہ سال کے دن اور پندرہ سال کی
راتیں آپ پر کسی حکم کو نافذ نہیں کیا آپ اور کونسی رعایت چاہتے ہیں اس
کی مہربانیاں کیا کم ہیں اپنے اندر احساس پیدا کیجئے اور اللہ نے احساس کی
دولت آپ کے اندر رکھی ہے اس سے آپ کام لیجئے۔ کیا کر رہے ہیں
آپ؟ آپ اپنے پیروں پر کلھاڑا چلا رہے ہیں آپ اپنا نقصان کر رہے ہیں
آپ کسی اور کا نقصان نہیں کر رہے ہیں آپ اپنی نسلوں کو مٹانا چاہتے ہیں
آپ گناہوں کے ذریعے خود بھی مٹ جائیں گے اور آپ کی نسلیں بھی مٹ
جائیں گی ایک آدمی جب بدمعاشی سے باز نہیں آتا گناہوں سے باز نہیں
آتا تو سات پشتوں تک جہاں تک اس کا خون چلتا ہے گناہوں کی ظلمت اور
نحوست جاتی ہے آپ اپنی نسلوں کو خراب کر رہے ہیں۔ بچہ گونگا ہوگیا بہرا
ہوگیا توتلا ہوگیا لنگڑا ہوگیا لولا ہوگیا بس ہوگیا کیسے ہوگیا بھئی کبھی سوچا ہے
آپ نے یہ آپ کے گناہوں کے سبب سے ہوا ہے۔ حدیث میں صاف آتا
ہے بچوں کو ایسے ایسے امراض لگتے ہیں ماں باپ کے گناہوں کے سبب لگتے
ہیں اور یہ ماں باپ ظالم گناہ کر کے اپنی اولاد کا مستقبل تباہ کر رہے ہیں نہ
اپنے اوپر رحم کھاتے ہیں نہ اولاد کے اوپر رحم کھاتے ہیں۔ بہت افسوس کی
بات ہے یہ ماں باپ اپنی اولاد کا مستقبل تباہ کر رہے ہیں۔ ماں باپ کا بہت
بڑا اکرام اور احترام ہے اسلام کے اندر۔ لیکن ماں باپ بھی ظلم پر لگے
ہوئے ہیں تو پھر ان کو احترام بھی نہیں مل رہا ہے۔ نہ ان کی اطاعت کی

جا رہی ہے نہ ان کی خدمت کی جا رہی ہے ظا ہر ہے کہ گنبد کی آواز ہے ہم
نے اپنی نصاب کی کتابوں میں پڑھا تھا آپ گنبد میں جس طرح بولیں گے وہ
گھوم کر ویسے ہی آپ کو سنائی دے گی کنوئیں کی آواز ہے۔ ارے پہلے
والدین ہیں یا اولاد ہے مجھے یہ بتلائیے اولاد سے والدین ہیں یا والدین سے
اولاد ہے ترتیب وار بات چلے گی پہلے ہیں والدین بعد میں اولاد پہلے والدین
اپنی ذمہ داری کو پورا کریں جب والدین اپنی ذمہ داری کو پورا کریں گے تو
انشاء اللہ ثم انشاء اللہ سو فیصد امید ہے کہ اولاد بھی اپنی ذمہ داری کو پورا
کرے گی ہم اور آپ اتنے اونچے نہیں ہیں جو آزمائش میں آئیں وہ بڑے
لوگ ہوتے ہیں جن کی آزمائش ہوتی ہے انشاء اللہ اگر ہم نے شریعت مطہرہ
کے مطابق اپنی ذمہ داری کو پورا کیا تو سو فیصد امید ہے کہ اولاد مطیع ہوگی
کہیں اس میں مشکلات نہیں ہے کوئی دقت نہیں ہے بات بالکل صاف
صاف ہے آزمائش کیلئے ہم ہی نہیں رہ گئے ماوشما سیدھے سادھے آدمی
ارے آزمائش بڑے لوگوں کی ہوا کرتی ہے آپ نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میری
آزمائش ہو رہی ہے آپ کوئی آزمائش کے قابل ہیں بڑوں کو آزمایا جاتا
ہے اور ہم جو پکڑ میں آئے ہیں وہ آزمائش کیلئے نہیں آئے معاف کیجئے گا یہ
ہمارے گناہ ہمیں بھونتے ہیں جلاتے ہیں کھاتے ہیں کچلتے ہیں مچلتے
ہیں فی زمانناز زن و شوہر کے تعلقات کا اور والدین و اولاد کے
تعلقات کا مسئلہ بنا ہوا ہے یہ پیچیدگی کہاں سے پیدا ہوئی آپ بالترتیب چلئے۔

اصل بات یہ ہے کہ ان مسائل میں پیچیدگی ہمارے گناہوں کے سبب سے آئی ہے۔

توبہ نصوح

اور اگر گناہ نادانستہ یا مان لیجئے نفس سے مغلوب ہو کر دانستہ کیا گیا ہے تو توبہ میں تاخیر کیسی؟ توبہ میں تاخیر نہیں ہونا چاہیے گناہ کرنا حرام توبہ میں تاخیر حرام اللہ پاک نے تو جناب اتنی رعایت کی ہے کہ انسان جہاں پر کوئی معصیت کر بیٹھا حق تعالی ملائکہ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا ابھی اندراج نہ کرنا ایک پہر تک اگر یہ اس جگہ سے توبہ کرکے اٹھے تو اندراج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب وہ پہر کتنا ہے بعض نے کہا چھ گھنٹے ہے بعض نے کہا تین گھنٹے ہے بعض نے کہا دو گھنٹے ہے بعض نے کہا کہ دو رکعت نماز کے برابر ہے میرے حضرت نے فرمایا کہ جس طرح فجر کی نماز ایک امام پوری خوبی اور اعتدال کے ساتھ مسنون سورتوں سے پڑھاتا ہے یہ ایک پہر کے برابر ہے نماز فجر مسنون طریقے پر جتنی دیر میں ختم ہوئی ہے اتنا ایک پہر ہے اگر اس کے اندر ندامت کے ساتھ توبہ کرلے گا تو انشاء اللہ گناہ کا اندراج بھی نہیں ہوگا اور گناہ کیا ہے فرشتوں کے سامنے تو توبہ نصوح کی برکت سے حق تعالیٰ ان کے ذہنوں سے بھی بھلا دیں گے تیرے اکرام کو باقی

رکھیں گے تیرے احترام کو باقی رکھیں گے وہ نہیں چاہتے کہ اپنے بندے کو کسی کے سامنے ذلیل و رسوا ہونے دیں ایسی معافی عطا فرماتے ہیں ایسی معافی عطا فرماتے ہیں سبحان اللہ کیا عرض کیا جائے کمال ہو جاتا ہے پہلے سے بہتر کر دیتے ہیں ایسی معافی عطا فرماتے ہیں کہ پہلے سے بہت بہتر کر دیتے ہیں اور پہلے سے درجہ بھی اس کا بڑھا دیتے ہیں۔

تو تعلق مع اللہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مہلک رکاوٹ بھیانک رکاوٹ خطرناک رکاوٹ یاد رکھئے گناہ ہیں۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ مسلمان تین قسم کے ہیں ایک تو بیچارے وہ ہیں جو تاکیدی اعمال میں غفلت برت رہے ہیں اور دوسرے وہ ہیں کہ تاکیدی اعمال تو بجا لاتے ہیں لیکن بس اس پر انہوں نے قناعت کر لی ہے آگے ترقی نہیں چاہتے اور یہ دونوں طبقے گناہوں سے بچنے کے اندر کوئی کوشش نہیں کر رہے اور تیسرا طبقہ وہ ہے جو تاکیدی اعمال عقائد کی درستی معاملات کی درستی معاشرت کی درستی کے ساتھ اللہ کے دین پر عمل کر رہا ہے لیکن نظر عمیق اور غامض نظر کے ساتھ معصیت سے بچنے کیلئے جیسا اہتمام ہونا چاہیے ویسا اہتمام ان سے بھی صادر نہیں ہو رہا ہے۔ یہ تین قسم کے مسلمان ہیں ایک وہ جن کو تاکیدی اعمال ہی کا اہتمام نہیں ظاہر ہے کہ سراسر جرم ہی جرم ہے دوسرے وہ جو لے دے کر تاکیدی اعمال موٹے موٹے سے کر لیتے ہیں تاکیدی اعمال ہیں ہی کونسے زیادہ جیسا کہ آپ کے سامنے ابھی عرض کیا گیا

لیکن معصیت سے بچنے کا گناہ سے بچنے کا ان دونوں طبقوں کو کوئی فکر ہی نہیں۔

سرکشی اور بغاوت

جب تک آدمی گناہ کو گناہ سمجھتا ہے تو ہارے درجے کا ایمان باقی رہتا ہے اور آج تو بھئی کیا عرض کیا جائے گناہ گار کہاں ہیں جیسے پہلے زمانے میں ہوتے تھے اب گناہ گار نہیں ہیں شائد ہی کوئی ہو ان دونوں طبقوں کے اندر اب تو گناہ گار نہیں بلکہ سرکش اور باغی ہیں' فحاشی' بے حیائی اور کھلی برائی ہے اور کہتے ہیں اس میں کیا حرج ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ارے اللہ کے بندے یہی تسلیم کر لیتے کہ بہت بڑا حرج ہے ہم گناہ کر رہے ہیں حرام کاری میں مبتلا ہیں تو کسی درجے کا ایمان تو بچا رہتا یہ کیا کر رکھا ہے تو نے توبہ! توبہ ایسی ناسمجھی نادانی اپنے ہاتھوں اتنی عظیم دولت ایمان کو کھو رہا ہے اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں بھئی گناہ گار کہاں ہیں اب تو سرکش اور باغی ہیں رونا تو اس بات کا ہے ناجائز امور حرام کاموں کو کہتے ہیں کہ اس میں کیا حرج ہے توبہ توبہ حالانکہ میرے حضرت نور اللہ مرقدہ ایک بات ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ گناہ کو چھوٹا سمجھنا گناہ کو معمولی سمجھنا خدا کو چھوٹا سمجھنا اور خدا کو معمولی سمجھنا ہے۔ ارے بھئی خدا کی نافرمانی اتنی بڑی ذات کی

نافرمانی اس کو تم معمولی سمجھ رہے ہو تو ظاہر ہے کہ آپ کس کو معمولی سمجھ رہے ہیں نعوذ باللہ نعوذ باللہ ارے گناہ کو چھوٹا سمجھ رہے ہیں اور کس کے گناہ کو کس کی نافرمانی کو آپ گناہ کو چھوٹا سمجھ رہے ہیں آپ بہت بڑی غلطی میں مبتلا ہیں۔

عزیزان من تعلق مع اللہ فرض ہے اللہ کے ساتھ تعلق رکھنا فرض ہے اور اس میں سب سے بڑی رکاوٹ جو مہلک شئے ہے ہلاک کر دینے والی نام و نشان سے مٹا دینے والی وہ معصیت اور کبائر اور وہ گناہ ہیں جن کے ذریعے اللہ کے عذاب کو دعوت دی جاتی ہے۔ بیمار بوڑھے' ضعیف العمر' معصوم چھوٹے چھوٹے سے بچے' بزرگان دین' سحر کے وقت استغفار کرنے والے امت کیلئے دعائیں کرنے والے اگر نہ ہوں تو پھر دیکھ لو کیسا عذاب آتا ہے روکے سے نہیں رکے گا۔ ان کی برکت سے عذاب رکا ہوا ہے ورنہ عذاب تو منڈلا رہا ہے منڈلا رہا ہے جی گناہ گاروں پر سے عذاب رک جاتا ہے سرکش اور باغی پر سے نہیں رکتا لیکن کسی کے طفیل کام چل رہا ہے۔

بزرگان دین کی معیت کی تمنا

مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما تھے ان کے

خادم امام الدین انہیں پنکھا جھل رہے تھے پنکھا جھلتے ہوئے امام الدین نے
کہا حضرت جی بعض لوگوں کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ اللہ والوں کے قریب میری
قبر بنے جہاں اہل اللہ کی قبریں ہیں وہاں ان کے قدموں میں مجھے جگہ مل
جائے اور یہ آرزو اور تمنا بڑے بڑے حضرات نے کی ہے ہم نے اپنی
آنکھوں سے دیکھا بغداد شریف میں کہ خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
مرشد ہیں جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اور دائیں بائیں جگہ موجود ہے
اور خالی ہے لیکن جنید بغدادیؒ نے دفن ہونا پسند کیا تو مرشد پاک کے
قدموں میں' سری سقطیؒ کے قدم اور جنید بغدادیؒ کا سر ہے رقت طاری
ہوجاتی ہے یہ منظر دیکھ کر اور عزیزان من صرف مرشد و مرید کا رشتہ نہیں
ہے جنید بغدادیؒ بھانجے ہیں اور خواجہ سری سقطیؒ حقیقی ماموں ہیں جیسے
فرید الدین شکر گنجؒ ماموں ہیں' علاؤ الدین صابر کلیریؒ اور نظام الدین اولیاءؒ
بھانجے ہیں اور حقیقی بھانجے ہیں ایک بہن کا بیٹا نظام الدین ہے دوسری بہن
کا بیٹا علاؤالدین ہے۔ دیکھ لیجئے تو معلوم ہوا کہ خاندان میں اگر کوئی محقق شیخ
ہو قرابت داری کے اندر تو اس سے رجوع کرنا چاہیے لیکن کونسا تعلق مقدم
رکھوگے طینی یا دینی جسمانی یا روحانی' تعلق دینی مقدم رکھنا پڑے گا طینی
تعلق مقدم نہیں موخر ہوگا روحانی تعلق مقدم ہوگا جسمانی تعلق موخر ہوگا
تو یہ آرزو بڑے بڑے اہل اللہ نے کی ہے کہ اللہ والوں کے قریب جگہ مل
جائے۔ مولانا عبدالحکیم صاحب ہمارے مدرسے کے صدر مدرس تھے مفتی

محمد شفیع صاحبؒ کے خلیفہ تھے یہ ان کی تمنا تھی کہ یا اللہ مجھے مدینہ طیبہ نصیب فرما اور جنت البقیع میں جگہ عطا فرما اگر ایسا نہ ہو تو مجھے میرے مرشد مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے قدموں میں جگہ عطا فرما لہٰذا جب ان کی طبیعت بگڑی اور ضعف کا زمانہ غالب ہوا امراض جسمانی بڑھتے چلے گئے مادی بات ہے ایسا سب کے ساتھ ہوتا ہے اور ایسا ہو جائے بہت عافیت کے ساتھ اگر ایسا ہو تو مومن کے درجات بہت بلند ہو جاتے ہیں آنا" فانا" سوتے ہوئے دم نکل گیا بعض اعتبار سے اچھی علامات میں سے نہیں مومن کچھ عرصے تک بیمار رہ کر دنیا سے رخصت ہو تیمار دار بھی بخشے جاتے ہیں خود بھی بخشا جاتا ہے خوش نصیب ہیں وہ نفوس قدسیہ جنہوں نے مسیح الامتؒ کی زمانہ بیماری کے اندر تیمارداری کی اللہ پاک نے نہ معلوم ان کو کتنا نواز دیا حضرت کی خدمت کی برکت سے تو امام الدین نے کیا سوال پوچھا تھا حضرت نانوتوی سے کہ بعض لوگ یہ چاہتے ہیں کہ تھوڑی سی جگہ مل جائے اللہ والوں کی قبر کے قریب اس پر حضرت نانوتوی نے فرمایا کہ بھائی امام الدین پنکھا کس کو جھل رہے ہو عرض کیا کہ حضرت جی آپ کو پھر حضرت نانوتوی نے حاضرین مجلس سے پوچھا کہ کیا آپ حضرات کو ہوا لگ رہی ہے حاضرین نے عرض کیا کہ جی حضرت لگ رہی ہے تو حضرت نے فرمایا کہ مسئلہ سمجھ میں آگیا بزرگوں کے خدام بھی بڑے سمجھ دار ہو جاتے ہیں ان کی صحبت میں رہ کر اور انشاء اللہ ثم انشاء اللہ جو اہل اللہ کے قدموں میں رہتا

ہے جو اہل اللہ کی جوتیاں اٹھاتا ہے محروم نہیں رہے گا۔

قطع راہ عشق اے راہ رو کبھی ممکن نہیں
اک سفر ہے تا بہ منزل اک سفر منزل میں ہے
مستی کے لئے بوئے مئے تند ہے کافی
میخانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے

انشاء اللہ دنیا دار سلاطین کے تاج اٹھانے والوں سے وہ شخص بہتر ہے جو اہل اللہ کی جوتیاں اٹھائے' میں آپ سے قسم کھا کر کہتا ہوں کروڑوں روپیہ حلال کا چھوڑ جائیں یہ آپ کیلئے اتنا مفید نہیں ہے جتنا کہ اپنے بچے کو نمازی اور دیندار بنا کے جائیں بعض والدین اپنے بچوں کو داڑھی نہیں رکھنے دیتے پختہ نمازی نہیں بننے دیتے نیک بندوں کی صحبت میں نہیں بیٹھنے دیتے ارے کیوں اپنی قبر میں کیڑے ڈلوانے کے کام کررہا ہے بات کھری کھری ہے اور یہ دل کی بات ہے۔ امام الدین نے کہا حضرت مسئلہ سمجھ میں آگیا جب اللہ کے مقبول کے اوپر رحمت نازل ہوگی تو برابر میں جو گناہ گار رہے انشاء اللہ وہ بھی محروم نہیں رہے گا جب بارش ہوئی ہے باہر تو نمی اندر آجاتی ہے۔

تعلق مع اللہ کے درجات

میرے حضرت نے فرمایا کہ تعلق مع اللہ فرض ہے اس تعلق کو قائم

کرنا فرض ہے اور قائم کرکے باقی رکھنا فرض ہے اور باقی رکھ کر اس کو بڑھانا ترقی عطا کرنا' ترقی بخشنا فرض ہے یہ تین درجات ہیں کیا عجیب بات ارشاد فرمائی۔

تعلق مع اللہ میں چند خاص مہلک رکاوٹیں

لیکن اس تعلق کے اندر جو مہلک شے ہے وہ معاصی ہیں گناہ ہیں اور ان گناہوں کے اندر چند گناہ خاص ہیں جو مہلک ہیں یوں تو سارے گناہ مہلک ہیں لیکن چند گناہ خاص ہیں جو میرے حضرت نے ارشاد فرمائے۔

(۱) ایک گناہ میرے حضرت نے یہ فرمایا کہ استاد' شیخ اور والدین کی بے ادبی سے جو باز نہ آیا تو یاد رکھے وہ دنیا ہی کے اندر اس کی سزا پائے گا اور حضرت اس سلسلے میں کافی ڈرا کرتے تھے اور رو رو کے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کرتے تھے الٰہی توبہ الٰہی توبہ ایک شخص حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور معاشی مسئلہ کے اندر پریشان تھے کاروبار کے سلسلے میں بڑی پریشانی تھی روزگار ان کا ختم ہوگیا تھا غور سے سنئے اس بات کو حضرت سے دعا کراتے تھے حضرت دعا فرماتے تھے بات آگے چلتی نہیں تھی ایک دن حضرت نے پوچھا کیا تمہارے والدین ہیں عرض کیا

جی ہیں فرمایا کہ راضی ہیں کہ ناراض؟ عرض کیا جی وہ تو ناراض ہیں تو فرمایا کہ میری دعا تمہیں کیا لگے گی میں تو کیا ساری دنیا کے خاصان خدا اولیاء اللہ جمع ہو کر تمہارے لئے دعا کریں ان کی دعا رکی رہے گی اس وقت تک تمہارے حق میں نہیں لگے گی جب تک کہ تم اپنے ماں باپ کو راضی نہ کرلوگے۔ آج جہاں معاشی پریشانیاں کسی اور سبب سے بھی ہیں وہاں ایک سبب یہ بھی ہے والدین کی نافرمانی استاد کو ناراض کرنا اور شیخ کی منشاء کے خلاف چلنا یہ تعلق مع اللہ کے اندر رکاوٹ ہے اور مہلک رکاوٹ ہے۔

(۲) ایک اور گناہ حضرت نے بیان فرمایا کہ خواہ مخواہ خواہ بلا ضرورت نہ آپ ڈاکٹر ہیں نہ حکیم نہ کوئی دینی ضرورت آپ سے وابستہ ہے۔ عورتوں کی طرف ملتفت ہونا عورتوں کی طرف طبیعت کا چلنا چلانا متوجہ کرنا متوجہ ہونا جبکہ نہ آپ حکیم ہیں نہ ڈاکٹر ہیں نہ استاد ہیں نہ شیخ ہیں نہ کوئی دنیاوی ضرورت آپ سے وابستہ ہے نہ کوئی دینی ضرورت آپ سے وابستہ ہے بلا ضرورت کے بلا اجازت شرع کے طبیعت کا خواتین کی طرف چلنا چلانا اور اسی طرح نامحرم مردوں کی طرف عورتوں کی طبیعت کا چلنا چلانا یہ تعلق مع اللہ کے) اندر بڑی مہلک رکاوٹ ہے۔

(۳) ایک گناہ میرے حضرت نے یہ بیان فرمایا جو اللہ کے تعلق کے اندر بہت زیادہ مضر ہے اسکول کالج اور دینی مدارس کے لوگ کان کھول کر سن لیں جہاں پر بے ریش لڑکے پڑھتے ہیں بلا ضرورت پڑھائی کے علاوہ امارد کو

اپنی خلوت گاہ میں بلانا یا ان کے پاس جانا بے شرمی کی باتیں کرنا بے شرمی کا تبادلہ خیال کرنا غلط نیت سے ہاتھ پکڑنا یہ علامت ہے تعلق مع اللہ سے محرومی کی اور اس بات کی کہ یہ راندہ درگاہ کیا جا رہا ہے جب کبھی طبیعت امارد کی طرف چلے فورا" اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے کانپ جائے کہ کوئی سوئے ظن بے ادبی' باطنی گناہ ایسا ہوا ہے جس سے میں نے توبہ نہیں کی اب مجھے توبہ کرلینی چاہیے ورنہ میرے مردود ہونے کا وقت آگیا ہے۔

(۴) اور تعلق مع اللہ کے اندر ایک مہلک چیز اور بھی ہے اپنے شیخ پر اعتراض کرنا اپنے محسن پر اعتراض کرنا چاہے وہ محسن دین کا ہو چاہے وہ محسن دنیا کا ہو۔ اعتراض کرنا محسن پر یہ چیز اللہ تعالیٰ کو برداشت نہیں بالکل نہیں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا میرے حضرت فرمایا کرتے تھے معترض اگر تائب نہیں ہوا تو اس کی زندگی میں جو برکات ہیں وہ فوری ختم ہو جائیں گی چاہے آخرت میں مواخذہ نہ ہو لیکن دنیا کی زندگی اس کی کرکری اور بے مزہ ہو جائے گی اپنے بڑوں کو ستانا اپنے استاد کو ستانا اپنے شیخ کو ستانا ماں باپ کو ستانا اور ستانا تو درکنار اعتراض کرنا یہ چونکہ خیرخواہ ہیں ان سے بڑھ کر کون خیرخواہ ہوگا تو چاہے آخرت میں عذاب نہ ہو لیکن دنیا کی زندگی اس کی کرکری اور بے مزہ ہو جائے گی جس چیز میں ہاتھ ڈالے گا نقصان ہوگا سونے میں ہاتھ ڈالے گا وہ مٹی ہو جائے گا لہٰذا کبھی بھی قولاً فعلاً قلباً روحاً یہ میرے حضرت کے الفاظ ہیں اپنے شیخ پر اعتراض نہ کرے استاد کی آواز شیخ

کی آواز' والدین کی آواز سے کبھی برابر کی آواز یا اونچی اونچی آواز استعمال نہ کرے آواز پست ہونا چاہیے یہ ان کا حق ہے۔

(۵) اور بھی ان مہلکات میں سے ایک مہلک یعنی ہلاک کردینے والا گناہ وہ سنت کی مخالفت ہے سنت کی مخالفت کے ساتھ ان کے دربار میں آج تک کسی کو رسائی نہیں ہوئی سنت کی مخالفت کے ساتھ ان کی بارگاہ میں آج تک کوئی مقبول نہیں ہوا چاہے کتنے ہی وظیفے پڑھے چاہے کتنی ہی نفلیں پڑھے ثواب کا مسئلہ دوسرا ہے ثواب مل جانا ایک الگ بات ہے ثواب تو فاسق فاجر کو بھی مل جاتا ہے جہاں تک رسائی کا تعلق ہے مقبولیت کا تعلق ہے چاہت کا تعلق ہے محبوبیت کا تعلق ہے کبھی بھی اس شخص کو یہ چیز نصیب نہیں ہوگی جو سنت کا عملاً مخالف ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوتے ہوئے ان کے طریقے پر نہ چلے عملاً مخالفت کرے بڑے محسن اعظم محسن انسانیت معلم اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر آپ احسانات دیکھیں اللہ اکبر کیا کہا جائے ایسی ہستی گرامی قدر کے طریقے کی عملی مخالفت توبہ توبہ میرے حضرت فرمایا کرتے تھے آج تک ایک شخص بھی امت میں ایسا نہیں گزرا جس کو سنت کی مخالفت کرکے مقام رسائی حاصل ہوا ہو۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور اگر مخالفت سنت پر قائم رہا تو خطرہ یہ ہے کہ خاتمہ کہیں ایسا ویسا نہ ہوجائے حضرت نرم الفاظ بولا کرتے تھے خاتمہ کہیں ایسا ویسا نہ

ہو جائے الٰہی توبہ! الٰہی توبہ۔

اجتناب معاصی کی تلقین

چند معاصی میرے حضرت نے تعلق مع اللہ میں جو مہلک ہیں ہلاک کرنے والے ہیں محروم کرنے والے ہیں مردود کرنے والے ہیں وہ بیان فرمائے اور یہ تو میں نے ابتداء میں عرض کردیا تھا کہ گناہ کیسا بھی ہو گناہ گناہ ہے چاہے وہ صغیرہ ہو چاہے وہ کبیرہ ہو لہٰذا انسان کو استاد شیخ' والدین کی نافرمانی سے فوراً" توبہ کرلینی چاہیے اور کل گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے اور توبہ میں تاخیر نہیں کرنا چاہیے امارد کی صحبت سے بچنا چاہیے بلا ضرورت خواتین کی صحبت سے بچنا چاہیے سنت کی مخالفت سے بچنا چاہیے ماں باپ کے اوپر شیخ کے اوپر اعتراض نہیں کرنا چاہیے اور اپنے شوہر کی تابعداری کرنا چاہیے اس کا شوہر حجاج بن یوسف ہو اور وہ خود چاہے رابعہ بصریہ ہو۔ میرے حضرت نے فرمایا کہ اس کا شوہر ظالم امت ہو حجاج بن یوسف ہو اور وہ خود چاہے رابعہ بصریہ ہو شوہر' پھر شوہر ہے عورت پھر عورت ہے عورت بیکار رہے بغیر شوہر کے جب شوہر کا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے تو خدا کی قسم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ننگی کھلے میدان میں کھڑی ہوئی ہوں میں نے خود دیکھا ہے کہتی ہیں کہ چاہے میرا شوہر بیمار تھا لیکن جب

تک تھا میری بڑی ہمت تھی صاحب اولاد ہے لیکن شوہر نہیں ہے تڑپتی ہے
بعد میں شوہر کیلئے اسی طرح بیوی بھی شوہر کیلئے بہت بڑی دولت ہے محافظ
ایمان ہے محافظ اعمال ہے محافظ چشم ہے محافظ سیرت ہے محافظ کردار ہے
خدا کیلئے ان نعمتوں کو پہچانو عورتیں شوہر کی نعمت کو پہچانیں اولاد ماں باپ
کی نعمت کو مرید شیخ کی نعمت کو شاگرد استاد کی نعمت کو، پہچانیں اور پوری
امت علماء اور مشائخ کے وجود کو جانیں کہ وہ نائبین رسول ہیں صلی اللہ
علیہ وسلم اور ہم خوش نصیب ہیں کہ قیامت تک ان کے نائبین کا سلسلہ مدنی
سرکار کے نائبین کا سلسلہ چلتا رہے گا یہ امت بغیر نائب کے کسی دور میں
نہیں رہے گی۔

آخر آپ نے کیا سوچ لیا ہے؟ انقلاب کی کوئی تاریخ مقرر ہے تو وہ
بتلا دیجئے کہ مرنے سے اتنے دن پہلے ہم اپنے کو پلٹ لیں گے اپنے اندر
انقلاب لے آئیں گے کیا آپ کو علم ہے اس بات کا یہ بھی اللہ کا احسان
ہے کہ موت کی تاریخ کسی کو نہیں بتلائی ورنہ زندگی اجیرن ہو جاتی۔ اگر آج
کسی کو یہ بتا دیا جائے کہ پچاس سال کے بعد فلاں مہینے میں فلاں تاریخ میں
فلاں دن میں تمہاری موت آئے گی گن گن کے دن گزریں گے زندگی
اجیرن ہو جائے گی اور چاہے پانچ منٹ کے بعد موت واقع ہونے والی ہے
لیکن اچانک مومن صبر و شکر کے ساتھ اعمال میں لگا ہوا ہے اور ہشاش ہے
بشاش ہے اس کی روح شاداب ہے شگفتہ ہے اور پانچ منٹ کے بعد میں

ہلاکت آجاتی ہے وہ لبیک کہتا ہے اور پوری بشارت کے ساتھ چلا جاتا ہے لیکن اسے کوئی غم نہیں ہوتا ہے **لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون**

میرے عزیزو کامیابی تب ہوگی جب آپ معاصی چھوڑیں گے ظاہری گناہوں کو بھی چھوڑدیں گے اور باطنی گناہوں کو بھی چھوڑیں گے اور گناہوں میں بالخصوص تعلق مع اللہ کے اندر جو **مہلکات** میرے شیخ نے بیان کئے ان کو فی الفور چھوڑا جائے تو توبہ میں تاخیر نہ کی جائے اور جیسے کہ کبھی مرہم کے بھروسے ہاتھ نہ جلایا جاتا ایسے ہی کبھی توبہ کے بھروسے سے گناہ نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ ہمیں بصیرت دین عطا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو چمکادے اور ایمان کی مضبوطی عطا فرمائے اور آخری وقت تک ہمیں ایمان کی مضبوطی کے ساتھ رکھے اور ایمان کی مضبوطی کے ساتھ رخصتی نصیب فرمائے۔

واخردعواناان الحمدللہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ ـــــ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم ○

توفیق الٰہی اور اپنے مرشد پاک کی برکت سے آج کی ملاقات میں چند ضروری باتیں اپنے حضرت کی تعلیم فرمودہ پیش کرنا چاہتا ہوں' حضرت والا کی ذکری تعلیمات میں فکری طور پر تین باتیں منتخب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور ایسا اندازہ ہوا کہ حضرت خلاصے کے طور پر یہی تین باتیں ہم سے ہمہ وقت چاہتے تھے اور ان کی نظر مبارک میں پوری کامیابی تین باتوں میں ہے۔

دوام ذکر

اس میں پہلی بات ہے دوام ذکر اور ذکر سے مراد ہے یاد الٰہی اللہ کی یاد

اور یاد آپ جانتے ہیں یہی سہو نسیان کی ضد ہے' یاد رکھئے ذکر کے کئی طریقے ہیں ان کئی طریقوں میں سے اگر دو طریقوں کو ہی اپنا لیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کی توفیق مدام حاصل ہوجائے گی۔ دوام ذکر کی سعادت اور شرف حاصل ہوجائے گا' اور دونوں طریقے انتہائی ضروری ہیں۔

دوام ذکر کے دو طریقے

اس میں سے ایک طریق ہے جس کو حقیقت ذکر کہا جاتا ہے۔ اور دوسرے طریق کو صورت ذکر قرار دیا جاتا ہے۔ دونوں مامور بہ ہیں اور دونوں کا ہمیں حکم فرمایا گیا ہے اور گر ایسا ہے کہ دوام ذکر جسے کہتے ہیں وہ ان دونوں باتوں کے ملنے سے سالک و طالب کو حاصل ہوجاتا ہے' اور ان دونوں باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ اگر بیت الخلاء میں بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو ذاکر ہیں۔ آپ سو رہے ہیں تب بھی ذاکر ہیں۔ غفلت کی نیند میں ہیں تب بھی ذاکر ہیں۔ معاملات میں مشغول ہیں تب بھی ذاکر ہیں۔ سہو و نسیان کی کیفیات کا غلبہ انسان پر اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب کہ وہ مصروف ہوتا ہے اپنی منکوحہ سے لیکن وہ پھر بھی ذاکر ہے۔ گو بعض اکابر امت نے ایسے لمحات ماضیہ سے بھی پناہ مانگی ہے کہ یا اللہ جس میں ہم براہ راست آپ کو

یاد رکھنے میں کمزور رہے ہم پشیماں ہیں۔ ہمیں معاف فرما دے یہ مقام محبوبیت کا ہے وہاں یہ نہیں کہا جائے گا کہ تعمیل حکم میں لگا ہوا ہے۔ یہ بات محبوبیت کی ہے اور حالانکہ دیانات کے درجے کے اندر وہ شخص مطیع ہے۔

سلوک کا مزاج

یہاں یہ بات اس طرح سمجھ آئے گی کہ ایک ہیرا بیش قیمت سلطان محمود غزنوی نے دربار میں پیش کیا کہ اس کو توڑو' ارکان دربار میں سے کسی نے بھی نہیں توڑا' کہ حضور کیا فرما رہے ہیں۔ ایسا قیمتی ڈائمنڈ اور اس کو چکنا چور کردیا جائے توڑ دیا جائے' ضائع ہو جائے گا' محمود غزنوی نے اپنے غلام ایاز سے فرمایا کہ ایاز اس ہیرے کو توڑ دو ایاز نے توڑ دیا۔ اب سلطان محمود غزنوی کہتے ہیں ایاز یہ تم نے کیا کیا؟ ایاز نے عرض کیا "حضور غلطی ہو گئی"۔

خدا کی قسم کھا کر میں آپ سے کہتا ہوں اگر اس حکایت کو آپ سمجھ لیں تو کبھی کوئی شکایت شیخ اور مرید کے مابین' میاں اور بیوی کے مابین پیدا نہ ہو' حالانکہ عقلی بات یہ ہے کہ حضور آپ نے فرمایا آپ کے حکم کی تعمیل میں توڑ دیا۔ میں نے کوئی خلاف ورزی نہیں کی۔ سبحان اللہ سلوک کا مزاج قائم کردیا اور کتنے الطف انداز میں کہا "حضور غلطی ہو گئی"۔ واہ واہ' یاد

رکھئے ایسے ہی لوگ مقرب بنتے ہیں۔ بادشاہوں کی جانب سے کسی انسان کے لئے کوئی صلہ نہ ملے۔ تقرب اگر وہ دے دے تو جس کو تقرب شاہ حاصل ہے خدا کی قسم اس کو سب کچھ حاصل ہے۔ تقرب شاہ کیا کوئی معمولی بات ہے؟ ایسے تقرب کا مقابلہ تو وزیر اعظم بھی نہیں کرسکتا۔ کوئی نہیں کرسکتا۔ بس سلوک کا مزاج میں نے آپ کے سامنے پیش کردیا۔ جب سلطان محمود غزنوی نے کہا کہ ایاز تم نے کیا کیا؟ تو عرض کیا کہ حضور غلطی ہوگئی۔ یہ ہے سلوک کا مزاج اور ہر سالک کو' طالب کو یہ مزاج اپنانا چاہئے۔

تو بات اسی پر چل رہی تھی کہ بعض اکابرامت نے ان لمحات ماضیہ پر بھی معافی مانگی ہے۔ کہ یا اللہ ہم نے اپنی جانب سے یاد رکھنے میں جو کمزوری اختیار کی ہم اس پر شرمندہ ہیں۔ معاف فرمادیجئے ہم بیوی کے ساتھ مشغول تھے یوں نہیں کہا کہ بیوی کے ساتھ مشغولی آپ کے حکم کی تعمیل تھی، غلطی ہوگئی حضور وہی ایاز والی بات آپ اندازہ فرمائیں کہ اس زمانے کے غلام سلوک کا کتنا اعلیٰ مزاج رکھتے ہیں۔ بڑے درجے کے آدمی تھے اس زمانے کے دنیا دار بھی بڑے درجے کے آدمی تھے۔

میرے حضرت نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اس زمانے کے خواص اس زمانے کے عوام کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ وہ دور ایسا دور تھا کہ اس زمانے کے عوام اس زمانے کے خواص سے اونچے تھے یاد رکھنا' تو ایک ہے حقیقت ذکر اور ایک ہے صورت ذکر۔

حقیقت ذکر

حقیقت ذکر تو یہ ہے کہ آپ بقدر ضرورت علم دین بالکتاب ' یا بالصحبۃ یا دونوں طریقے سے حاصل کر کے اور بہتر یہی ہے کہ دونوں طریقے سے حاصل کرنا چاہیے' یہ ٹھان لیجئے اور ہمیشہ کے لئے یہ فیصلہ کر لیجئے کہ اپنی جانب سے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ شریعت کی تابعداری میں بسر کروں گا' اپ یہ عزم کر لیجئے ایک دفعہ تو جان کی بازی لگا کر مرمٹوں گا لیکن شریعت کی خلاف ورزی نہیں کروں گا۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ آپ کو حقیقت ذکر کا درجہ حاصل ہو جائے گا۔

صورت ذکر

لیکن اس میں پائیداری کے لئے اس میں استحکام کے لئے آپ کے اندر استقلال لانے کے لئے ضرورت ہے کہ دوسرا عمل یعنی صورت ذکر جو کہ مامور بہ ہے اس کو بھی آپ اختیار کیجئے۔ بغیر اس کے آپ توانا نہیں ہو سکتے اور آپ کے عمل میں استقامت جب ہی آئے گی کہ جب حقیقت ذکر کے ارادے کے ساتھ صورت ذکر کی کثرت کو بھی اختیار کریں گے اور وہ

کیا ہے؟ ذکر لسانی اور لسان جو ہے وہ ترجمان ہے دل کی' زبان ترجمان ہے دل کی' تو جس کی ترجمان ہے اس کو چھوڑ دیا جائے' نہیں آپ ذکر لسانی ماموربہ کا اہتمام کیجئے۔ لیکن خالی زبان سے نہیں بلکہ دل کی فکر کے ساتھ جس کو میرے حضرت یوں فرماتے تھے ذکر لسانی بفکو قلبی'

قلب ساری ہونا چاہئے

ذکر جاری ہو جاتا ہے' ایک ذکر قلبی ہوتا ہے' اصطلاحات کو جانے دیجئے حقیقت یہی ہے کہ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ بھئی قلب جاری کس کا نہیں ہے۔ اگر کسی انسان کا قلب جاری نہ ہو تو موت واقع ہو جائے گی۔ اصل مسئلہ ہے قلب کا ساری کرنا' مروجہ پیروں نے بھی لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ مروجہ پیروں کی ٹانگیں توڑ گئے۔ جان سے تو نہیں مارا ہے لیکن لنگڑا کردیا کہ اچھا ہے توبہ کرلیں ارے بھئی قلب کسی کا جاری نہیں ہے ظالم جب قلب جاری نہیں ہوا تو بندہ زندہ کیسے رہے گا' کہتے ہیں جی وہ قلب کو جاری کردیتے ہیں۔ **لاحول ولا قوة الا باللہ** فرمایا قلب ساری ہونا چاہئے' جاری میں ساری ہونا چاہئے مسئلہ ساری کا ہے یا کہ جاری کا ہے؟ عجیب بات فرمائی ہے کہ قلب ساری ہونا چاہئے۔ اور پھر اس قلب ساری کے لئے دو باتوں کی

ضرورت ہے' ایک حقیقت ذکر کا اہتمام۔ اور دوسرے میری روح۔ جیسے کہ جسم انسان کا اب ایک وقت ایسا آتا ہے' کہ اسے ڈائریا ہو جاتا ہے۔ تو مرغن غذا کو ہضم نہیں کر سکتا' زیادہ فوڈ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ تو اس کو لطیف اور ہلکی غذائیں دی جاتی ہیں۔ جب وہ کھچڑی کھانے کے بھی قابل نہیں ہوتا تو پھر اس کو ساگودانہ دیا جاتا ہے دودھ میں اور دودھ میں بھی ساگودانہ برداشت نہیں ہوتا تو پانی میں اب اس سے زیادہ کوئی الطف چیز خوراک میں نہیں ہے۔ یہ آخری درجے کی لطیف خوراک ہے۔ شیخ جانتا ہے۔

پھر باہی طور پر اس کے قلب کو ساری کرنے کے لئے کتنے ڈوز (Dose) اور کتنی خوراک کی ضرورت ہے۔ اور اندر کتنی خباثت ہے؟ کثافت ہے؟ نجاست ہے؟ کونسا کوڑا کرکٹ ہے' جس کے نکالنے کے لئے کونسا ذکر تجویز کیا جائے۔

یاد رکھئے اندر کی خباثت کو دور کرنے کے لئے ذکر کی تعلیم اور انداز میں ہوگی۔ کثافت کو دور کرنے کے لئے ذکر کی تعلیم اور انداز میں ہوگی قساوت کو دور کرنے کے لئے ذکر کی ساتھ شغل بھی کرایا جائے گا' نجاست کو دور کرنے کے لئے ذکر کے ساتھ مجاہدہ بھی تجویز کیا جائے گا' یہ صاحب بصیرت شیخ کی بات ہے۔ ہر اجازت یافتہ شیخ نہیں ہوتا۔

ہر خلیفہ شیخ نہیں ہوتا

میرے حضرت نے فرمایا : ہر خلیفہ شیخ نہیں ہوتا چاہے وہ اہل حق کی طرف سے ہو فرمایا کرتے تھے ماہر فن وہ ہے کہ وہ فن اس کے شیخ نے اپنے سینے سے اس کے سینے میں منتقل کیا ہوا۔ اس کی زندگی بہت عامیانہ ہوتی ہے۔ ماہر کی زندگی بہت عامیانہ زندگی ہوتی ہے۔ کوئی طمطراق اس کی زندگی میں نظر نہیں آتا' بچوں میں بچہ معلوم ہوتا ہے' فرمایا منتہی کی یہی شان ہے' کوئی کرو فر اس کی زندگی میں نہیں ہوتا ہے' کوئی طمطراق اس کی زندگی میں نہیں ہوگا وہ نمونہ ہوتا ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا' کہ آنے والا یہ پوچھتا ہے کہ تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ تو ماہرانہ زندگی جو ہے وہ عامیانہ زندگی ہوتی ہے' تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ میرے شیخ نے فرمایا : ہر خلیفہ شیخ نہیں ہوتا' اور میں آپ سے صحیح کہتا ہوں' کہ بعض باتیں ایسی فرما گئے ہیں جو مجدد تھانوی کی تالیفات و تصنیفات میں نہیں ملتیں' یہ تقابل کی بات نہیں ہے' بلکہ اس مجدد کی کرامت ہے کہ جس کے خلفاء کی صف میں اللہ نے ایک ایسے غوث کو پیدا کیا' ایسے فرد عظیم کو پیدا کیا' اگر کسی کے بیٹوں کے اندر ایک بیٹا نادر موجود الوجود ہو اور اس کی نادریت کو اگر بیان کیا جائے تو اس کے باپ کی اہانت ہے یا عزت ہے؟ ظاہر ہے کہ عزت ہے' میرا یہ کہنا اپنی جگہ بالکل صحیح ہے کہ بعض باتیں

میرے حضرت کی ایسی ہیں کہ مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی تالیفات اور تصنیفات میں اس کا نشان نہیں ملتا' اور یہ اس مجدد ہی کی کرامت ہے' خود حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عصر حاضر کے اندر متقدمین کی جو تصوف کی کتابیں ہیں مت دیکھیں' لیکن میں جو کچھ بیان کررہا ہوں اس میں رازی و غزالی کا فیضان موجود ہے' اس کو دیکھو' استغناء کب برتا' استغناء تو نہیں برتا'

کیا عجیب بات ہے کہ ہر خلیفہ شیخ نہیں ہوتا' شیخ وہ ہوتا ہے' کہ جس کے شیخ نے اپنے سینے سے یہ فن منتقل کیا ہو' کیونکہ اس فن پر کوئی کتاب نہیں پائی جاتی' جو چیز کتاب میں نہ ہو تو آپ کہاں سے لیں گے؟ جو چیز سفینے میں نہ ہو وہ چیز سینے سے لی جائے گی' کیونکہ اس فن کا تعلق وجدان سے ہے ازواق سے ہے' اور ذوق کے لئے حس الطف کی ضرورت ہے' وہ جب تک اپنے سینے سے نہیں لگائے گا کام نہیں بنے گا دیکھئے سینے سے لگایا حسام الدین کو تو جلال الدین بدنام ہوئے اور سینے سے لگایا امیر خسرو کو تو نظام الدین بدنام ہوئے' حاسدین ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں لیکن قطع نظر اس سے' قطع کردو اس بات کو حاسدین ہوا کریں' اپنے فن کو اور اپنے ذوق کو ضرور منتقل کرنا چاہئے' لیکن یہ نشاندہی نہ کرے کہ یہ میرا جانشین ہے' اعجاب کا شکار ہو جائے گا' طالبین' صادقین' عاشقین' عارفین' کاملین جو حلقے میں مریدین ہوں گے۔ انشاء اللہ ان کی حس الطف اس بات کو محسوس کرے گی

کہ شیخ کا صحیح جانشین فن کے اعتبار سے کون ہے' خلفاء کی فہرست کو جانے دیجئے' فہرست میں کیا رکھا ہے' کسی نمبر پر نام آئے اس سے کیا ہوتا ہے' بعض دفعہ حسد سے بچانے کے لئے اپنے محبوب کا نام آخر میں ڈالا جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ اس کی حفاظت کے لئے اس کا نام پہلے لایا جاتا ہے' ایک خلافت ہوتی ہے نیابت کے لئے ایک خلافت ہوتی ہے حفاظت کے لئے۔

تو میں عرض یہ کررہا تھا میرے حضرت نے فرمایا اور میں کیا عرض کروں میں بھانڈ اور نقال اپنے حضرت کی باتیں بیان کیا کرتا ہوں' جن کے نام سے روٹیاں کھا رہا ہوں' حضرت نے فرمایا یہاں شیخ تجویز کرے گا کہ اس کو کیسا ڈوز دیا جائے اس کے قلب جاری وساری کرنے کے لئے' سبحان اللہ! امام الفن تھے میرے شیخ' امام السلوک تھے میرے شیخ' سبحان اللہ! مجتہد طریق تھے' اللہ نے عجیب فن سے مناسبت عطا فرمائی تھی درحقیقت کوئی مسئلہ مسئلہ نہیں رہنے دیا کوئی گنجلک گنجلک نہیں رہنے دی کبھی کسی سالک وطالب کی پیچیدگی' پیچیدگی رہی ہو ایسا کبھی نہیں ہوا سبحان اللہ' اللہ نے عجیب منصب اور عجیب مقام ان کو عطا فرمایا تھا فرمایا کہ شیخ کا کام ہے یہاں پر کہ حقیقت ذکر کے اہتمام کے ساتھ اس کے قلب کو جاری وساری کرنے کے لئے تجویز کرے کہ کونسا ذکر کرنا چاہئے شیخ نے تجویز کردیا اس نے پابندی کی اب اسے کیا حاصل ہوا دوام ذکر کا درجہ حاصل ہوگیا۔

○ آپ سے باتیں کر رہا ہے تب ذاکر ہے

○ اتباع شریعت کی فکر میں لگا ہوا ہے تب ذاکر ہے

○ ذکر کے وقت ذکر کر رہا ہے تب ذاکر ہے

○ اتباع شریعت کی فکر میں لگا ہوا ہے تب ذاکر ہے

○ سو رہا ہے تب ذاکر ہے

○ جاگ رہا ہے تب ذاکر ہے

○ بیت الخلاء میں ہے تب ذاکر ہے

○ دفتر میں ذاکر ہے' دکان پر ذاکر ہے۔

ہر حالت میں ذاکر ہے' اسے کہتے ہیں دوام ذکر' اللہ تعالی سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالی ہمیں دوام ذکر کی سعادت نصیب فرمائے' یا اللہ ذکر کی توفیق مدام جس کے لئے آپ مخصوص کرتے ہیں ہم آپ کے اس فضل کا واسطہ آپ کو دیتے ہیں اے اللہ اس فضل اور ذات کبریائی کے طفیل یا اللہ ذکر کی توفیق مدام ہمارے لئے ثابت فرمائیں۔ تاکہ غفلتیں چھٹ جائیں' غفلتوں کا ازالہ ہو جائے' انسان کی زندگی کے سب سے بدتر لحات وہ ہیں جو اللہ کی یاد سے غافل ہوں

غفلت زدہ مصیبت زدہ ہے

یاد رکھئے غفلت زدہ حقیقت میں مصیبت زدہ ہے' کھانے پینے میں تنگی

آگئی یہ مصیبت زدہ نہیں ہے' بیمار ہوگیا' تکلیف آگئی یہ مصیبت زدہ نہیں' جو غفلت زدہ ہے ذکر سے غفلت ہے حقیقت میں مصیبت زدہ وہ ہے' جب ذکر سے غفلت ہوتی ہے' حقیقت ذکر میں کمزوری آجائے۔ یا صورت ذکر میں کمزوری آجائے' تو حقیقت ذکر کے اندر جیسی پائیداری ہونی چاہئے وہ نہیں رہے گی' اور دونوں چیزیں لازم ملزوم ہیں حقیقت بھی صورت بھی' دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر کی توفیق مدام عطا فرمائیں اور دوام ذکر کا درجہ عطا فرمائیں' اس پر میرے حضرت کا بہت زور تھا۔ حضرت کی تعلیمات میں سے میں چاہتا ہوں کہ تین باتیں پیش کروں جو تمام تر تعلیمات کا خلاصہ ہوں' اور جس سے ہمیں باطنی اور روحانی معنوی طور پر توانائی حاصل ہو اور ہماری ولایت مضبوط تر ہوجائے' دوام ذکر اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔

مراقبات

دوسری بات یہ فرمایا کرتے تھے کہ مراقبات منصوص ہیں اور ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے' اور ایک بات یہ بھی فرمائی کہ بہت سے لوگوں سے معاصی نہیں چھوٹتے' نیکی کا اہتمام پورے طور پر نہیں ہوتا' اس کا اصل راز یہ ہے کہ مراقبات کی کمی ہے یا مراقبات کا سرے سے اہتمام ہی نہیں'

مراقبات کی کمزوری ہے۔

مراقبہ کی حقیقت

اصطلاحی طور پر مراقبہ اسے کہتے ہیں کہ انسان اپنی گردن جھکا کر سوچنے بیٹھ جائے اور ہمارے مشائخ کے ہاں اس معنی کو اپنی جگہ قائم رکھتے ہوئے ہمہ وقت کے تفکر کا نام مراقبہ ہے' جس میں گردن جھکانے کی بھی ضرورت نہیں' تفکر کے اندر گردن جھکانے کی بھی ضرورت نہیں۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

ہمارے حضرت اس کے قائل نہیں تھے یہ گردن جھکانے کی کیا ضرورت ہے' محبوب تو ہر طرف سے نظر آنا چاہئے' ہمہ وقت وہ مشاہدہ کرسکتا ہے' دل کے آئینے میں دل کے فریم میں محبوب کی تصویر کو فٹ کرنے کے کیا معنی' معلوم ہوا کسی کامل کا شعر نہیں ہے' ناقص کا شعر ہے' اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ گردن نہیں جھکائیں گے تو نظر نہیں آئیں گے۔

ذات باری تعالیٰ کا دیدار

ہمہ وقت' ہر آن' ہر لحظہ' ہر گھڑی' ہر ساعت' ہر جگہ' ہر حالت آپ

اپنے محبوب کو دیکھ سکتے ہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ وہاں دیکھنا چشم راس سے ہوگا' لیکن راس بھی دوسرا ہوگا' چشم بھی دوسری ہوگی' چشمے نہیں ہوں گے' چشموں کی حاجت نہیں ہوگی' آج کے دور میں انسان چشمے لگا رہا ہے' بعض لوگ تو اپنے حسن کو دوبالا کرنے کے لئے چشمے لگاتے ہیں۔ طے ہوگیا کہ ساڑھے تین نمبر کا چشمہ ہے سستے کے فریم میں بھی لگ سکتا ہے' یہ کیا ضروت ہے کہ اس کے لئے ۲۲ کیرٹ کے سونے کا فریم ہو دس ہزار روپے کا' تو معلوم ہوا کہ اپنی شخصیت کو اجاگر کرنے کے لئے' جاذب نظر بنانے کے لئے' یہ حرکت مبارکہ اختیار کی جارہی ہے' تو جنت میں ذات باری تعالیٰ چشم بھی دوسرا عطا فرمائیں گے' راس بھی دوسری عطا فرمائیں گے' اور براہ راست اپنا دیدار کروائیں گے' اور یہاں بھی براہ راست دیدار ان کا ہروقت ہر آن ہے' بات صرف اتنی سی ہے کہ وہ نہ راس سے ہے' نہ چشم سے ہے وہ بندے کی روح سے ہے۔ **یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی** ' تو دیدار بھی امر ربی ہے اور روح بھی امر ربی ہے۔ امر ربی امر ربی میں کوئی تضاد نہیں' بس بات ختم ہوگئی۔ لہٰذا کوئی حجاب نہیں ہماری روح آج بھی' اس وقت بھی' اس گھڑی بھی ذات باری تعالیٰ کا دیدار بلا حجاب کررہی ہے' اور میں آپ کو صحیح عرض کرتا ہوں' کوئی انسان آج کی دنیا کے اندر بغیر محبوب کے کیسے رہ سکتا ہے' آپ کے مشاہدے میں

یہ بات نہیں لیکن آپ مشاہدہ کئے ہوئے ہیں' آپ کیوں کہتے ہیں۔

اشھدان لا الہ الا اللہ' واشھدان محمد رسول اللہ' کیوں کہتے ہیں' آپ شہادت کیا بغیر مشاہدہ کے دے رہے ہیں۔ اگر آپ نے مشاہدہ نہیں کیا تو یہ آپ کو شہادت دینے کا کوئی حق نہیں' آپ کو یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ میں مشاہدے کے بعد شہادت دے رہا ہوں۔

ایھا العلماء والطلاب' یہ شہادت کیسی بغیر مشاہدے کے میں شہادت دیتا ہوں' اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں.... نہیں مشاہدہ کیا ہے' الست بربکم سب نے مل کر کہا "بلیٰ" میرے حضرت فرماتے تھے۔ بلیٰ کہہ کر بلا سر لے لی۔ ایسی باتیں ہوا کرتی تھیں کہ بہت محبوبانہ انداز میں پھوکے پھوکے ہونٹوں سے بہت پیارے انداز سے فرمایا بلیٰ کہہ کر بلا سر لے لی' کیسی عجیب بات ہے۔

ہماری ارواح نے براہ راست ذات باری تعالیٰ کا مشاہدہ کیا ہے' اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ بھی کیا ہے' یہ چیز تو ہمارے ابا جان کو بھی معلوم تھی جب انہوں نے واسطہ دیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو انہیں پوچھا گیا آپ کو کیسے معلوم ہوا محمد کون ہیں؟ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا' اے اللہ میں نے عرش کے باہر آپ کے نام کے ساتھ ان کا نام لکھا ہوا دیکھا تھا۔ خدا کی قسم توفیق اور محبت رسول ہماری گھٹی

میں پڑی ہوئی ہے۔

کیا آپ نے کتابوں میں نہیں پڑھا کہ اماں حوا کا مہر کتنا مقرر کیا گیا کتنے مثقال سونا تھا؟ کتنے مثقال چاندی تھی؟ میں مفتی صاحب سے پوچھتا ہوں بیس مرتبہ درود و سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ مہر تھا' یہ چیزیں تو بھئی ہماری گھٹی میں پڑی ہوئی ہیں' اللہ کا شکر ہے ہم اہل مشاہدہ ہیں بعد مشاہدے کے ہم نے شہادت دی ہے' توحید و رسالت کی یہ چیزیں تو ہماری گھٹی میں پڑی ہوئی ہیں' تو بھائی تفکر یعنی مراقبہ بلا گردن جھکائے ہر وقت ہے لیکن کچھ اہتمام کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے رقبہ (گردن) جھکا کر اور کچھ دیر بیٹھ کر بھی مراقبہ کرنا پڑے گا۔ ایسے ہی عام طالبین ابھی اس درجہ کے نہیں ہیں کہ ہر حالت میں چلتے پھرتے مراقبات کو جاری رکھیں۔ لہٰذا ان کو صبح' شام چند منٹ مراقبے کے لئے نکالنے چاہئیں۔

مراقبہ رویت

مراقبات کی بے حد ضرورت ہے' مراقبات مختلف ہیں' لیکن اس کی ضرورت سب کو ہے' ہر مشغلے والے کا' ہر عمر والے کا مراقبہ جدا ہے' یا جیسی جس کی ضرورت ہو شیخ کامل ویسا مراقبہ اس کے لئے تجویز کرتا ہے۔ "لیکن ایک مراقبہ سب کے لئے یکساں ہے اور وہ ہے مراقبہ رویت" جس

کو مراقبہ احسانی کہا جاتا ہے' اس کی ضرورت سب کو یکساں ہے' یہ اپنی جگہ مسلم ہے یہ اپنی جگہ مسلسل رہے گا' **اللہ ناظری' اللہ حاضری' اللہ سمعی' اللہ نوری' اللہ ہادی'** میرا اللہ ہر جگہ موجود ہے' میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے' میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے' اور پھر یہ بات بھی غیر اختیاری نہیں اختیاری ہے' کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ چیز بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ اگر کوشش سے پہلی بات پر لگا رہے تو پھر دوسری بات کے حاصل ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ دیکھئے اسلام حلول کا قائل نہیں ہے۔ کہ اس دیوار میں بھی خدا ہے۔ لیکن اس دیوار میں خدا کی قدرت نظر آرہی ہے۔ اللہ کے حکم سے بھری ہوئی ہے اللہ کے حکم سے بنی ہے اللہ کے حکم سے قائم ہے' جب تک وہ چاہیں گے قائم رہے گی۔

ذات باری تعالیٰ کی ہر نعمت کے مشاہدے کے بعد نظر فی الفور اس طرف جاتی ہے کہ اس نعمت کا خالق' مالک' صانع حقیقی وہ کون ہے؟ وہ معبود حقیقی ذات باری تعالیٰ ہے۔

گلستان میں جا کے ہر اک گل کو دیکھا
تیری ہی سی رنگت تیری ہی سی بو ہے
بس میری نظروں میں تو اس قدر ہے
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

بھائی یہ چیز اختیاری ہے غیر اختیاری نہیں' جو حضرات کام میں لگے

ہوئے ہیں، داخل فی السلوک ہیں وہ کیوں نہیں آگے ترقی کرتے، تشریف فرما ہوتے رہتے ہیں کیوں آگے ترقی نہیں کرتے پہلی بات میں پھس پھسے ہیں۔ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، یوں تو ہے ہی، لیکن کیا وجہ ہے، یہ چیز ابھی حال نہیں بنی اور اس کے اندر اپنے آپ کو آپ نے کھپایا کیوں نہیں ہے، جب تک نہیں کھپایا جائے گا، اس وقت تک آپ صاحب حال نہیں بنیں گے، معلومات کا درجہ جانے دیجئے یہ تو سب کا عقیدہ ہے خدا حاضر ناظر ہے، خدا ہر جگہ موجود ہے، ذاتی باری تعالیٰ کی معیت ہر وقت ہے، ہر وقت ہے، ہمہ وقت ہے، ہمہ دم ہے تو کوئی ایسی بات کے غلبے کے ساتھ اس ذات کی نافرمانی کرے گا؟ میرے حضرت فرماتے تھے اپنے آپ کو کھپا دینا، اور کھپا دینا ابھی تک ہوا نہیں، معیت بڑی چیز ہے، عقیدے کو معلومات کے درجہ میں رکھنا اور حال نہ بنانا تو کیا حاصل ہوا، سب کا عقیدہ ہے، ایک محرمات کا ارتکاب کرتا ہے وہ بھی عقیدہ رکھتا ہے، خدا حاضر ناظر ہے، حرام کام کرتا ہے، اس کا بھی عقیدہ ہے، خدا حاظر ناظر ہے لیکن وہ باز نہیں آیا معلوم یہ ہوا کہ اس عقیدے اور نظریئے کے اندر اس نے اپنے آپ کو کھپایا نہیں، اس کو اپنا اوڑھنا، بچھونا اور حال بنایا نہیں، ورنہ ان کی معیت ہمہ وقت ہے، وہ ہماری جان سے زیادہ ہمارے قریب ہیں۔

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستان میں
ورنہ صحرا میں بھی گلشن کا مزا پاؤں

یاد رکھئے ان باتوں میں کھپانے کی ضرورت ہے' اپنے کو مشغول کرنے کی ضرورت ہے' اور انتہائی مشغول کرنے کی ضرورت ہے تب کچھ حاصل ہونے کے آثار نظر آئیں گے تو یہ مراقبہ رویت' مراقبہ احسانی سب کے لئے ہے' کسی مشغلے سے تعلق رکھتا ہو' چاہے کسی عمر کا مالک ہو یہ سب کے لئے ہے' باقی مراقبات کے اندر تخصیص ہے۔

شیخ کامل کی ضرورت

ہر شغل والے کے لئے ہر مشغلے والے کے لئے ہر عمر والے کے لئے مراقبہ جدا ہے۔ اور ضرورت یہاں بھی شیخ کی ہے خلیفہ تو پیچھے رہی ہوئی چیز کا نام ہے۔ ایسی خلافتیں تقسیم ہو رہی ہیں۔ جیسے پخ جانتے ہو فارسی میں پخ کسے کہتے ہیں؟ میں نے بچوں کو ایک دن پخ دکھلائی تھی ایک گدھا گاڑا جا رہا تھا گدھا اس کو کھینچ رہا تھا برابر میں ایک گدھا ویسے ہی بندھا ہوا تھا اس کے ساتھ اور وہ ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ لیکن اس پر گاڑے کا وزن نہیں تھا۔ گاڑے کا وزن صرف اسی پر تھا' یہ نہیں کہ دونوں نے تقسیم کر رکھا ہو' یا وہ اس کو سپورٹ دے رہا ہو' فارسی میں اسکو پخ کہتے ہین' **پخیں** تقسیم ہو رہی ہیں۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ' خلیفہ نام پیچھے رہ جانے والے کا ہے' شیخ آپ

کیلئے تجویز کرے گا' نوجوان آدمی ہے' پر شباب آدمی ہے' غیر شادی شدہ ہے' صحت بھی اچھی ہے' عنفوان شباب کو پہنچا ہوا ہے' تقاضے معصیت کے اس پر غالب ہیں۔ یہ دوسری بات ہے' کہ معصیت پر قادر ہے کوئی غیر قادر ہے۔ دونوں صورتیں ہیں یہاں شیخ مراقبہ کرائے گا۔

اللہ کے قہر و جلال کا' اللہ کی جباریت کا' قہاریت کا' عذاب نار کا' اور سکرات موت کا' غمرات موت کا' شدائد کا مراقبہ کرائے گا وغیرہ وغیرہ' یہ نہ سمجھ لینا اتنی شفقی ہیں۔ بہت سی باتیں ہیں لیکن شیخ کرائے گا۔ اور اس میں مشغولی سے جب اس کی طبیعت گھبرائے گی' تو اس گھبراہٹ کا علاج بھی کرے گا۔

آیئے کام کیجئے کسی ماہر فن کے دامن سے وابستہ ہو کر' اور فن سکھلانے کے لئے کوئی کلاس نہیں لگائی جاتی' اس کی بہتر صورت یہی ہوتی ہے کہ انسان اپنے حدود اربعہ کو چاہے وہ کسی حالت میں ہو شیخ کے سامنے برہنہ پیش کرے جو برہنہ پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو برہان بناتے ہیں۔ اور جب ترقی دیتے ہیں تو برہان بین بھی بنا دیتے ہیں۔ اس کا فیض عام کردیتے ہیں' اس کا سینہ کھول دیتے ہیں۔ شرح صدر کی دولت عطا فرما دیتے ہیں۔ کیا کہوں میں اپنے حضرت کی کون کون سی بات بیان کروں! کیا عجیب شان تھی! کیسے نحیف لطیف تھے! لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام علوم و معارف کا خزینہ ہیں۔

ایک آدمی شادی شدہ ہے جوان ہے' ایک غیر شادی ہے جوان ہے۔ دونوں کے لئے مراقبہ الگ الگ ہوگا۔ اور مراقبے میں اگر وحشت طاری ہوئی تو اس کا علاج الگ ہوگا' اور کتنا بیٹھ کر کرایا جائے گا اور کیسے چلنے پھرنے میں جاری کرنا ہے شیخ کرائے گا۔

مراقبہ کی ضرورت

مراقبے کی ضرورت جس طرح جوان کو ہے اسی طرح بوڑھے کو بھی ہے۔ بوڑھا ضعیف صاحب فراش' بڑھاپے کے یہ تین درجے ہوتے ہیں' بوڑھا' ضعیف' صاحب فراش' اعضاء نے جواب دے دیا ہو' معذوری آگئی ہو مراقبہ اس کے لئے ہے کریمیت کا' رحیمیت کا' توابیت کا' غفوریت کا' رحمانیت کا الغرض مراقبہ اس کے لئے بھی ہے۔

مراقبہ کی خاصیت

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ ذات باری تعالیٰ نے مراقبے میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ صاحب مراقبہ جڑا رہتا ہے ذات باری تعالیٰ کے ساتھ اور فرمایا کہ جب سے مجازین پیدا ہوگئے ہیں پیران طریق پیدا ہوگئے ہیں

مشائخ کم ہوگئے ہیں' ماہرین کم ہوگئے ہیں وہ ان باتوں کی طرف التفات نہیں کرتے رسمی انداز میں ان چیزوں کو کراتے ہیں میں نے ایک رسمی پیر کو دیکھا' انہوں نے ذکر کرایا تو بعد میں کہا المراقبۃالشریفۃ' اور یہ کہہ کر سب نے گھٹنوں میں سر دے لیا بمع پیر کے' مجھے کاہے کو دینا تھا بھلا میرا سر ویسے بھی گھٹنوں میں نہیں جا سکتا سب سو رہے تھے خراٹے لے رہے تھے۔ تھوڑی دیر سو کر بعد میں کہا میں دعا کرتا ہوں' اس کے بعد فوراً چہرے پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں۔ بس دعا ہوگئی ایسی دعا تو ہم نے کسی کتاب میں نہیں پڑھی' اور نہ اپنے بزرگوں میں سے کسی کو دیکھا ایسی دعا کرتے ہوئے' ارے کم از کم ایک ہی مسنون دعا آپ کہہ لیتے باقی لوگ اس پر آمین کہہ لیتے۔

یاد رکھئے مراقبات کی بہت ضرورت ہے اور مراقبات ہر عمر والے کے لئے' مشغلے والے کے لئے جدا ہیں' اور اس کا تعین شیخ کامل ہی کرتا ہے' کہ کس کے لئے کونسا مراقبہ ہونا چاہئے اور وہ اس مراقبے میں رسوخ کے لئے' اس مراقبے کی وحشت کو دور کرنے کے لئے' بعضوں کو وحشت پیش ہی نہیں آتی ہے۔ طبائع مختلف ہوتی ہیں طبائع کے اختلاف کے ساتھ' امزجہ کے اختلاف کے ساتھ' یہ شیخ کامل کا کام ہے کہ وہ کس طریقے سے کس کے واسطے کون سا مراقبہ تجویز کرے لیکن تمام باتوں کے پیش نظر ذہن میں یہ بات بٹھا لیجئے کہ مشکلات نہیں ہیں بلکہ تسہیلات ہیں یعنی اللہ تک پہنچنے کا' اللہ سے وابستہ ہونے کا آسان ترین اور قریب ترین راستہ ہے۔

اختلاط سے پرہیز

اور تیسری بات یہ فرمایا کرتے تھے کہ اختلاط سے پرہیز کرو حضرت کی تعلیمات میں یہ تین باتیں بہت اہم ہیں بلکہ تمام تر تعلیمات کا خلاصہ ہیں' اختلاط بد مراد نہیں ہے بلکہ ہر قسمی اختلاط مراد ہے دیکھئے آپ کے اخوان الطریق میں' پیر بھائیوں میں کوئی آدمی صاحب نسبت ہے کوئی قطب ہے کوئی غوث ہے کوئی ابدال ہے' لیکن آپ کا کام نہیں کہ آپ اپنے شیخ کی زندگی میں یا شیخ کی اجازت کے بغیر اس سے اختلاط کریں۔

بعض لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اختلاط سے جو بچنے کے لئے کہا جاتا ہے تو یہ برے لوگوں سے بچنے کے لئے کہا جاتا ہے نہیں! اس میں کل کے کل داخل ہیں اس بات کو یاد رکھئے اگر اختلاط بد ہے اس سے تو زیادہ اہتمام کے ساتھ بچنا پڑے گا اور آپ کی بہتری کے لئے ہے اس کا نفع شیخ کی جیب میں نہیں جا رہا ہے یہ آپ کے پاس آ رہا ہے لیکن اس نفع کی مقدار کا' اس نفع کی خاصیت کا' آپ کو اندازہ کچھ وقت کے بعد ہو گا۔ یہ بات مجموعی طور پر ہے کہ ہر قسمی اختلاط سے بچیں۔

مولانا الٰہی بخش اعوان رحمتہ اللہ علیہ جب شکار پور سے تھانہ بھون جایا کرتے تھے رمضان گزارنے کے لئے خانقاہ میں اور کئی سال گئے ہیں'

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے قدیم خلفاء میں سے تھے' اور واقعی عجیب و غریب شخص تھے ان کی ذات گرامی سے بندہ کو بہت نفع ہوا ہے' اور میرے ساتھ ان کا بہت گہرا تعلق تھا۔

بہت محبت فرماتے تھے راز کی بات صرف مجھ ہی سے کہا کرتے تھے بلکہ اپنے خطوط جو حضرت تھانوی کو لکھے تھے وہ مجھے دے گئے تھے وہ سب میرے پاس اسی یا بچاسی کے قریب ان کے خطوط محفوظ ہیں۔ دیکھئے یہ اختلاط سے پرہیز والی بات فرمایا کرتے تھے کہ حجرے کے اندر چار آدمی تھے اور ایسے افراد تھے کہ اس سے پہلے سالوں میں بھی آتے رہے ہیں لیکن ہمیں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ برابر والے کا نام اور کام اور پتہ کیا ہے اور اب تو بعض نالائق آدمی سفر پر نکلتے ہی اس لیے ہیں وزیٹنگ کارڈ دیتے ہیں ایڈریس کا پرچہ دیتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کیا رکھا ہے اس میں۔ سفر کی دوستی کا کوئی اعتبار نہیں۔

بعض دفعہ اپنی طبیعت کو بہلانے کے لئے اپنی طبیعت کی بے چینی دور کرنے کی لئے اپنے ہم عمروں سے دوستی کرلیتا ہے اور ٹرخا کر چلا جاتا ہے ہمارے حضرت ایسے دھوکے سے بچنے کے لئے فرمایا کرتے تھے اختلاط کسی قسم کا بھی مناسب نہیں اور بالخصوص مبتدی کے لئے تو زہرِ ہلاہل ہے۔

شیخ کی اجازت کے بغیر اختلاط مت کیجئے

حقیقت یہ ہے کہ کچھ عرصہ اس بات پر آپ عمل کیجئے آپ کو نفع محسوس ہوگا اور بے اذن شیخ اختلاط نہ کیجئے یہی نہیں کہ عام لوگوں سے آپ کو بچایا جا رہا ہے بلکہ خاص لوگوں سے بھی آپ کو بچایا جا رہا ہے آپ کی تربیت کے لئے آپ کو بچایا جا رہا ہے آپ کی تربیت کے لئے آپ کو بچایا جا رہا ہے آپ کی حفاظت کی جا رہی ہے ابھی آپ متحمل نہیں اس بات کے بعض بزرگوں کی مجلس کے اندر کھچڑی تقسیم ہوتی ہے بعض بزرگوں کے ہاں حلیم تقسیم ہوتا ہے بعض بزرگوں کے ہاں چائے تقسیم ہوتی ہے روحانی طور پر بعض بزرگوں کے ہاں ران مسلم اور مرغ مسلم تقسیم ہوتی ہے اور ابھی آپ کی آنتیں متحمل نہیں ہیں اس بات کی کہ آپ ران کو ہضم کرلیں لیکن ایسے کی مجلس میں آپ پہنچ گئے غلط توجہ اس نے ڈال دی آپ کا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ اور زندہ مشائخ تو زندہ مشائخ، مردہ مشائخ کے ہاں بھی جانے کے لئے شیخ کی اجازت درکار ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوھی رحمتہ اللہ علیہ اپنے کسی مرید کو بزرگان دین کے مزارات پر اپنی اجازت کے بغیر نہیں جانے دیتے تھے، اور میں نے مولانا رشید احمد گنگوھی کا نام کیوں لیا مولانا گنگوھی رحمتہ اللہ علیہ کا نام میں نے اس لئے لیا، اور حضرات نے بھی پابندی لگائی ہے اور حضرات کا بھی یہی عمل رہا ہے کہ مولانا پر فقاہت غالب تھی علم ظاہر کا

رنگ بہت غالب تھا ابوحنیفہ عصر تھے جب ان کے یہاں یہ اہتمام ہے جواتنا
پاور فل بزرگ ہے جو اپنی اجازت کے بغیر کسی قبر پر نہیں جانے دیتا تو
دوسرے کی کیا مجال ہے جو حضرت مولانا گنگوہی کی اقتدا نہ کرے۔

آپ اپنی مرضی سے ایسی جگہ پہنچ گئے آپ مبتدی ہیں انتڑیاں آپ کی
کھچڑی بھی ہضم نہیں کرتیں' خونی پیچش آرہی ہے' وہاں آپ کو تکہ پکڑا
دیا گیا' مرغ مسلم ران مسلم دے دی گئی آپ کی آنت پھٹ جائے گی' یاد
رکھئے جب آنت زخمی ہو جاتی ہے تو آخری درجہ اس کے پھٹنے کا ہوتا ہے'
جب آنت پھٹ جاتی ہے تو آدمی مرجاتا ہے۔

اختلاط سے پرہیز کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پرہیز' سب کی ملاقاتوں
سے پرہیز' سب کے ملنے سے پرہیز الا باذن الشیخ اس بات کو یاد رکھئے۔

اخوان طریق کے ساتھ ملنا بھی زہر ہوگا یہ ہمارے شیخ کے خاص چاہنے
والوں میں سے ہیں' ارادتمندوں میں سے ہیں' عقیدت مندوں میں سے
ہیں' یہ چیز بھی آپ کے لئے مضر ثابت ہوگی لہٰذا میں نے آج اس بات کو
کھول دیا کہ یہاں اختلاط بد مراد نہیں ہے بلکہ ہمہ قسمی ملاقات اور انشاء
اللہ یہ وقت آپ کا جو آزمائشی ہوگا آپ کی کامیابی کے لئے ہوگا آپ کی
ترقی کے لئے ہوگا آپ کو کچھ بنانے کے لئے ہوگا۔

خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر پابندی تھی حالانکہ خواجہ صاحب
رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت اس سے پہلے فرما چکے تھے کہ خواجہ صاحب بزرگ

کہ شیخ کا صحیح جانشین فن کے اعتبار سے کون ہے' خلفاء کی فہرست کو جانے دیجئے' فہرست میں کیا رکھا ہے کسی نمبر پر نام آئے اس سے کیا ہوتا ہے' بعض دفعہ حسد سے بچانے کے لئے اپنے محبوب کا نام آخر میں ڈالا جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ اس کی حفاظت کے لئے اس کا نام پہلے لایا جاتا ہے' ایک خلافت ہوتی ہے نیابت کے لئے ایک خلافت ہوتی ہے حفاظت کے لئے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا میرے حضرت نے فرمایا اور میں کیا عرض کروں میں بھانڈ اور نقال اپنے حضرت کی باتیں بیان کیا کرتا ہوں' جن کے نام سے روٹیاں کھا رہا ہوں' حضرت نے فرمایا یہاں شیخ تجویز کرے گا' کہ اس کو کیسا ڈوز دیا جائے اس کے قلب جاری و ساری کرنے کے لئے' سبحان اللہ! امام الفن تھے میرے شیخ' امام السلوک تھے میرے شیخ' سبحان اللہ! مجتهد طریق تھے' اللہ نے عجیب فن سے مناسبت عطا فرمائی تھی در حقیقت کوئی مسئلہ مسئلہ نہیں رہنے دیا کوئی گنجلک گنجلک نہیں رہنے دی کبھی کسی سالک و طالب کی پیچیدگی' پیچیدگی رہی ہو ایسا کبھی نہیں ہوا سبحان اللہ' اللہ نے عجیب منصب اور عجیب مقام ان کو عطا فرمایا تھا فرمایا کہ شیخ کا کام ہے یہاں پر کہ حقیقت ذکر کے اہتمام کے ساتھ اس کے قلب کو جاری وساری کرنے کے لئے تجویز کرے کہ کونسا ذکر کرنا چاہئے شیخ نے تجویز کردیا اس نے پابندی کی اب اسے کیا حاصل ہوا دوام ذکر کا درجہ حاصل ہو گیا۔

ہیں حضرت کو بڑی محبت تھی خواجہ صاحب کے ساتھ۔ حضرت کی عمر اور خواجہ صاحب کی عمر میں بیس سال کا فرق تھا جو بیس سال بعد نکل گیا خواجہ صاحب بھی دھولے ہوگئے' حضرت بھی دھولے ہوگئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دونوں چھوٹے بڑے بھائی ہیں۔ حسن و جمال بھی خوب تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب بزرگ ہیں' مجھے خواجہ صاحب سے محبت ہے اور پھر ایک مرتبہ فرمایا خواجہ صاحب کی بعض باتوں کو دیکھتے ہوئے جو حضرت کے معیار پر کچھ نامناسب سی تھیں جس کو اکابر ہی پہچان سکتے تھے فرمایا! خواجہ صاحب کیا بن کے بگڑنا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم! یہ خواجہ صاحب کا مقام تھا جس مقام کو وہ طے کرگئے۔ زار و قطار رونے لگے اور اتنی عقیدت تھی پیر خانے سے آج تو لوگوں کو پیر سے نہیں ہے کہ حضرت میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے گھرانے کے وہ رشتہ دار جو بے ریش ہیں ان کے بھی ہاتھ پاؤں کو بوسہ دوں ایسی عقیدت تھی۔

یاد رکھئے! منصب اور نسبت کا لحاظ کرکے برتاؤ کیجئے اور جو اہل منصب اور اہل نسبت ہیں ان کو بھی اپنے منصب اور نسبت کا لحاظ رکھ کے پیش آنا چاہئے۔ دریا دل ہونا چاہئے۔ شیخ مامور من اللہ ہوتا ہے اس کا دیکھنا نہ دیکھنا' بولنا نہ بولنا' ملنا نہ ملنا' ملنے دینا نہ ملنے دینا من جانب اللہ ہوتا ہے' اس کے قلب کا تعلق براہ راست ہمہ وقت جڑا رہتا ہے اس کے دل میں باتیں ڈالی جاتی ہیں تو ذات باری تعالیٰ نے اپنے رب ہونے کی نسبت

سے اپنے بندے کو عبدالرب بنایا ہے تو عبدالرب میں کچھ باتیں تو آنی چاہئیں۔ تربیت کرنے کی ضرورت اس سے سمجھ لیجئے۔ اختلاط سے جو روکا گیا ہے وہ ہر قسم کے اختلاط سے روکا گیا ہے۔ یہ نہیں کہ آپ بعض لوگوں کو برا سمجھیں ان کے تعلقات کو برا سمجھیں۔ بعض لوگوں کو گھٹیا سمجھیں' بدتر سمجھیں ان سے آپ بچیں اور کبر کا شکار ہو جائیں' متکبر بن جائیں' نہیں سب اچھے ہیں بچیں تو کس طرح بچیں کہ یا اللہ میں سب سے ناقص ہوں' سب سے گھٹیا ہوں' سب سے بدتر ہوں' میرے اندر صلاحیت نہیں ہے کہ میں کسی سے مل کر کسی کو راحت پہنچا سکوں میں اذیت رساں ہوں راحت رساں نہیں ہوں' بس اس تصور کے ساتھ' اس خیال کے ساتھ اپنے آپ کو ہمہ قسمی اختلاط سے بچائیں۔

دوام ذکر' مراقبات کی ضرورت اور ہمہ قسمی اختلاط سے اپنے کو بچانا میرے حضرت کی تعلیمات کا یہ خلاصہ ہے۔

اللہ والا بننے میں تین رکاوٹیں

اور تین رکاوٹوں کی طرف بھی اشارہ فرما دیا سنت کی مخالفت' پیر کی مخالفت' کسی عورت یا امرد کا خیال لانا۔

سنت کی مخالفت دراصل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

مخالفت ہے اور پیر کی مخالفت نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے۔

اور آدمی شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو' مشغول ہو' عالم ہو' فارغ ہو' کیسا بھی ہو کسی بھی حالت میں ہو' اپنے اختیار سے' اپنے قصد سے' اپنے ارادے سے کسی عورت یا لونڈے کا خیال نہ لائے' بس یہ انتہائی بزرگ آدمی ہے'

بعض مرتبہ پتہ نہیں چلتا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تعلق میں دلچسپی پیدا ہوگئی ہے' وابستگی پیدا ہوگئی ہے جو اخلاص پر مبنی ہے۔ یاد رکھئے وہ اخلاص پر مبنی نہیں ہوا کرتی' وہ اماریت پر مبنی ہوا کرتی ہے آدمی تہس نہس ہوجاتا ہے' برباد ہوجاتا ہے۔

بس ان تین موانع سے اپنے آپ کو بچانے کی ضرورت ہے' نہ سنت کی مخالفت ہو' نہ پیر کی مخالفت ہو' معاذ اللہ معاذ اللہ پیر کی سادگی کی بناء پر بعض دفعہ یہ خیال کرتا ہے کہ مقصود سے واقف نہیں میرے حضرت فرمایا کرتے تھے جب کوئی ایسی بات دل میں آئے فوراً اللہ کی پناہ مانگے اس کو برا جانے اور فوراً" اپنی توبہ کی تجدید کرے' اللہ سے رجوع کرے ورنہ برباد ہوجائے گا۔ الحمدللہ حضرت ایسی تین باتیں بیان فرما گئے ہیں میں آپ سے کیا عرض کروں تمام تر نفع کا دارومدار اسی احتیاط پر ہے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دوام ذکر کی توفیق عطا فرمائیں' مراقبات کی مشغولی عطا فرمائیں

اور محض اپنے فضل و کرم سے ہر قسمی اختلاط سے بچائیں بس وہ اختلاط ہو جس کی ہمیں اجازت مل چکی ہو' جس کا ہم مشورہ لے چکے ہوں۔

اور تین مخالفتوں اور رکاوٹوں سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھنے کی ضرورت ہے نہ سنت کی مخالفت ہو' نہ پیر کی مخالفت ہو اور نہ اپنے ارادے اور اختیار سے ہم کسی امراۃ اور امرد کا خیال قائم کریں یہ بہت بری بات ہے اس سے آپنے آپ کو بچانا چاہئے توبہ توبہ یہ اللہ سے دوری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ باتیں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی اللہ تعالیٰ ہمیں عمل پیرا ہونے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اس ماہ صیام کی مقدس راتوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح جلدی بعافیت فرمائیں۔

اصلاح میں تاخیر نہیں ہونی چاہیئے اصلاح تو ہوگی کہیں ایسی نہ ہو کہ آزمائش ہو جائے' مصیبت میں پڑ کر ہو ہاتھ پیر ٹوٹ کے ہو' معذور بن کر ہو محتاج بن کے ہو ویسے بھی اصلاح ہوتی ہے کیونکہ وہ رب ہیں بندے کی تربیت فرمانے والے ہیں بندے کے نقائص دور فرمانے والے ہیں۔ بعض دفعہ جب بندہ نہیں مانتا تو پھر وہ اس طرح بھی اس کی اصلاح کرتے ہیں اس سے پناہ مانگنی چاہئے اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے' عتاب سے ہر قسمی سزا سے محفوظ رکھے۔

دعا

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی ال سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم ○

○ یا اللہ دوام ذکر کی توفیق عطا فرما، مراقبات کی مشغولی عطا فرما۔

○ یا اللہ اپنے شیخ سے اپنے لئے مراقبات تجویز کرانے کی توفیق عطا فرما۔

○ یا اللہ جو مراقبات تجویز فرمائے ہیں اس پر ہمہ وقتی پابندی نصیب فرما۔

○ یا اللہ ہمہ قسمی اختلاط سے بچنا ہمیں نصیب فرما۔

○ یا اللہ اپنا بنالے

○ یا اللہ آپ کے مقبول بندے نے جو یہ باتیں بیان کی ہیں آپ کا بنانے کے لئے بیان کی ہیں۔

○ یا اللہ ہمیں اپنا بنا لیجئے اپنا خاص پیار نصیب فرما۔

○ اور یہ تین موانع جو ہیں ان سے بھی ہمیں بچا لیجئے سنت کی مخالفت سے 'پیر کی مخالفت سے' اور اپنے اختیار اور ارادے کے ساتھ یا اللہ توبہ توبہ اغیار میں سے عورت اور امرد کا خیال قائم کریں ○ یا اللہ اس سے ہم آپ کی پناہ پکڑتے ہیں ○ یا اللہ باطن کی خباثت کو' نجاست کو' کثافت کو دور فرما دیجئے ○ یا اللہ ہمارے باطن میں اپنے پیار اور تعلق کی خاص صلاحیت پیدا فرما دیجئے ذاکرین میں سے کر دیجئے ○ غافلین میں سے نہ

ہونے دیجئے۔ یا اللہ بھول چوک جو لگی ہوئی ہے ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں‘ آپ قادر ہیں یا اللہ ہمیں ہر قسم کی بھول چوک سے آئندہ بچا سکتے ہیں آپ ہی سے التجا ہے بچا لیجئے اپنی حفاظت میں لے لیجئے ○ سرکش شیطان اور سرکش نفس نے یا اللہ ہمیں تباہی کے قریب پہنچا دیا ہے ○ یا اللہ ہم آپ سے التجا کرتے ہیں آپ کی رحمت کاملہ کا واسطہ یا اللہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل یا اللہ ہماری حفاظت فرما ○ یا اللہ نفس کی اماریت سے‘ سرکشی سے بچا لیجئے۔

○ یا اللہ جو بندے آپ کو یاد رکھنے والے ہیں اور جن پر آپ کی نظر کرم ہے یا اللہ ایسے پیارے بندوں میں ہمیں شامل فرما لیجئے۔

○ یا اللہ ان باتوں کا ہمیں استحضار نصیب فرمایئے دھیان نصیب فرمایئے اس دھیان کو جما دیجئے‘ قلب جاری کے اندر اپنی یاد کو ساری فرما دیجئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی النبی الکریم‘ برحمتک یا ارحم الراحمین ○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنی جان کے حقوق

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ناشر
مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ ...... پاکستان

خطبہ ماثورہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم ○

توفیق الہٰی اپنے مرشد پاک کی برکت سے آج کی اس ملاقات میں تندرستی کے بارے میں تبادلہ خیال کرنے کا خیال ہے۔ تندرست رہنا اور اس کے لئے ضابطے کی کوشش کرنا واجب ہے۔ جس طرح ایمان کی حفاظت فرض ہے اسی طرح جان کی حفاظت بھی فرض ہے اس میں کئی باتیں ہیں ایک تو یہ کہ انسان اپنی صحت کی حفاظت کرے، موسم کے لحاظ سے موافق آنے والی چیزیں استعمال کرے اور دو باتوں سے منع فرمایا گیا۔ نہ حریص طعام ہو اور نہ حریص منام ہو۔ یہ دو حرصیں بہت بری ہیں زیادہ کھانے کی حرص اور زیادہ سونے کی حرص۔ یہ دو حرصیں انسان کو خراب کردیتی ہیں اور ان دو حرصوں کے سبب بندہ بندۂ شہوت بن جاتا ہے یعنی شہوت کا غلام یعنی شہوت کے تحت چلتا ہے۔ اعتدال نام کی کوئی شے اس کے وجود میں نہیں رہتی۔ سر سے لے کر پیر تک بے اعتدالیوں کا مجموعہ

ہو جاتا ہے۔

اسلام میں طبیب کا منصب

قربان جایئے اسلام کی تعلیمات پر کہ ایک بات کہنے کی اجازت طبیب کو ہے لیکن مریض کو نہیں مثلاً کوئی شخص یوں کہے ٹھنڈی چیز مجھے نقصان دیتی ہے۔ یہ کہنا جائز نہیں۔ یا فلاں گرم چیز مجھے نقصان دیتی ہے اس کہنے کی اجازت نہیں۔ من حیث المرضی ہم اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ فلاں چیز مجھے موافق نہیں آتی اگر وہ چیز نقصان دینے والی ہوتی تو سب کو نقصان دیتی لیکن ایسا نہیں ہے۔ فلاں چیز مجھ کو موافق نہیں آتی۔ ترش چیز لیتا ہوں مجھے موافق نہیں آتی۔ کھٹی چیز مجھے موافق نہیں آتی۔ ٹھنڈی چیز مجھے موافق نہیں آتی۔ مچھلی مجھے موافق نہیں آتی۔ گرم چیز مجھے موافق نہیں آتی۔ انڈا مجھے موافق نہیں آتا۔ اچار مجھے موافق نہیں آتا۔ یا مجھے میٹھے کا پرہیز ہے۔ مجھے میٹھا موافق نہیں آتا۔ ہائی بلڈ پریشر ہے نمک موافق نہیں آتا۔ مریض اس کی اجازت نہیں رکھتا کہ یوں کہے کہ یہ چیز یا فلاں چیز مجھ کو نقصان دیتی ہے۔ البتہ مستند طبیب ' کوالیفائیڈ ڈاکٹر کہہ سکتا ہے کہ میاں فلاں چیز نہ کھانا وہ چیز تمہارے لئے مضر ہے' تمہیں نقصان دے گی' تمہارے واسطے زہر ہے۔ اب اس کا یہ کہنا ازراہ ہمدردی ہے اس لئے اس کا یہ قول

باعث ثواب ہوگیا۔

کبھی کسی بیماری سے خوفزدہ نہ ہوں

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ذات باری تعالیٰ نے بیماریاں بھی پیدا کی ہیں تو دوائیاں بھی پیدا کی ہیں اور ایک روایت میں تو صاف آیا ہے کہ ہر بیماری کی دوائی پیدا کی ہے' ذات باری تعالیٰ نے حضرت لقمان کو حکمت عطا فرمائی۔ حضرت لقمان علیہ السلام پیغمبر نہیں تھے۔ اس زمانے کے ممتاز اولیاء اللہ میں سے تھے' اور ایسے مقبول بارگاہ تھے کہ ذات باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے اقوال کو نقل فرمایا اور ان کے نام مبارک پر قرآن پاک کی ایک مستقل سورت ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دوا شناسی عطا فرمائی وہ صحرا میں جا کر دواؤں کو پہچان لیتے تھے بلکہ اگر ان کو بانی حکمت کہا جائے تو مناسب ہے وہ اس فن کے بانی تھے من جانب اللہ تعالیٰ۔

اور ایک بات یہ یاد رکھئے! میرے حضرت فرماتے تھے میرے پاس تو میرے حضرت کی باتیں ہیں اور میں کیا بات کروں گا' میرے حضرت فرماتے تھے کہ بیماری سے خائف نہیں ہونا چاہئے' خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ نہ کوئی بیماری سے پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی بیماری سے مرے گا۔ آج تک دنیا میں نہ

بیماری سے پیدا ہوا ہے نہ بیماری سے مرا ہے۔ حکم الٰہی سے پیدا ہوا ہے اور حکم الٰہی سے موت آنی ہے۔ آیا بھی ہے حکم الٰہی سے جائے گا بھی حکم الٰہی سے۔

یاد رکھئے! اس بات کو' اگر کوئی ایوب علیہ السلام سے زیادہ بیمار ہوجائے تو اس کے لمحات زندگی میں سے ایک لمحہ کم نہیں ہوگا اگر کوئی رستم و سہراب سے زیادہ پہلوان ہوجائے تو اس کی زندگی کے اندر ایک لمحے کا اضافہ نہیں ہوسکتا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا بیماری پر صبر

حضرت ایوب علیہ السلام کس درجہ بیمار ہوئے اوہو! بندہ ان کے کنویں پر حاضر ہوا ہے۔ ایوب علیہ السلام نے جس کنویں سے غسل فرمایا اس کنویں کا پانی اباجی نے بھی پیا اور بندہ اس کنویں پر بھی حاضر ہوا ہے۔ اس قدر بیماری' اس قدر بیماری' اوہو! سارا بدن مبارک زخموں سے بھرپور تھا اور زخم بھی کیا تھے بڑے بڑے گھاؤ تھے۔ گہرے زخم تھے بیماری کیا تھی معجزہ تھی۔ پیغمبر کے حالات کے سامنے لوگ عاجز آجائیں تو پیغمبر کے وہ حالات معجزہ کہلائیں گے۔ ذات باری تعالیٰ نے پھر شفا کس طرح عطا فرمائی۔ بغیر دوا کے عطا فرمائی۔ دنیا کی کوئی دوا موافق نہیں آئی۔ بغیر دوا

کے بس اپنے پیغمبر کی زبان سے اتنا کہلوایا "انی مسنی الضر" کیا چیز مرے پیچھے پڑ گئی ہے' میں تو تنگ آگیا' عاجز آگیا پیچھا ہی نہیں چھوڑتی۔ "انی مسنی الضر" بس یہ کہا اور اگلے کلمات جب زبان پر آئے **وانت ارحم الراحمین**' آپ کے علاوہ کون ہے جو میرے حال پر رحم فرمائے گا۔ اباجی فرمایا کرتے تھے **انک** اور **انت** یہ دو چیزیں ایسی ہیں گویا ذات باری تعالیٰ کی گود میں چلا گیا اور اس سے معانقہ کرلیا۔

"**انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین**" یہ کلمات زبان مبارک سے نکلے اور ذات باری تعالیٰ نے بغیر دوا کے حضرت ایوب کو شفا عطا فرمادی۔ غسل صحت فرما رہے ہیں۔ ایک جگہ تھی جو چاروں طرف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ آپ وہاں غسل صحت فرما رہے ہیں اور آسمان سے سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں تو دوران غسل' غسل سے رک کر سونے کی ٹڈیاں بٹورنے لگے۔ آواز آئی اے ایوب! یہ کیا قصہ ہے' فورا" پلٹ کے کہا' یا اللہ! غسل صحت اپنی جگہ نعمت ہے یہ آپ کی نعمت اپنی جگہ ہے۔ میں کسی نعمت سے بے پرواہ اور مستغنی نہیں ہو سکتا۔ غسل صحت بھی کروں گا اور آپ کی طرف سے جو سونے کی ٹڈیاں برس رہی ہیں ان کو بھی جمع کروں گا۔ ذات باری تعالیٰ نے کیسی نفیس' عمدہ صحت عطا فرمائی۔ سر سے لے کر پیر تک ایک دھبہ پرانی بیماری کا نہیں رہا ایک نشان نہیں رہا۔ کتابوں میں آتا ہے کہ ذات باری تعالیٰ نے دوبارہ عمران کی واپس کردی۔ عہد شباب پہلے سے بڑھ

کر عطا فرمایا۔ صحت پہلے سے عمدہ عطا فرمائی۔ تندرستی پہلے سے اعلیٰ نصیب فرمائی یہ ان کی عطا ہے۔

مومن کی کوئی حالت نفع سے خالی نہیں

میرے حضرت نے ارشاد فرمایا کوئی شخص بیمار ہوجائے نہ دوا دارو کا انتظام ہو نہ تیماردار اس کے صحیح ہوں تو یہ علامت ہے کہ ذات باری تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش رہے ہیں جو شخص بیمار ہوجائے معالج بھی تیماردار بھی' خدمت گار بھی موجود ہیں دوا وغیرہ لوگ لا رہے ہیں یہ علامت ہے اس بار کی کہ ذات باری تعالیٰ اس کے درجات بلند فرما رہے ہیں۔ مومن کی کوئی حالت نفع سے خالی نہیں۔ مومن کی کوئی حالت نفع سے خالی نہیں۔ بیمار ہے تو صابر ہے' تندرست ہے تو شاکر ہے۔

تعلق مع اللہ حاصل کرنے کے دو گر

یاد رکھئے! تعلق مع اللہ کے دو ہی گر ہیں۔ صابر ہونا شاکر ہونا۔ بڑا درجہ ہے۔ جب یہ باتیں حاصل ہوجائیں گی تو آپ کے دل کی دنیا کیسی ہوگی جب سن کر ایسی ہورہی ہے۔ سبحان اللہ! کیسا تعلق محسوس ہورہا ہے اللہ

تعالیٰ کا۔

میں اپنی بات عرض کرتا ہوں میں آپ کے قدموں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ میں نالائق الحمدللہ اس وقت دس ہزار میل کے فاصلے پر اپنے گھر سے دور ہوں آپ یقین جانئے' سوائے اللہ میاں کے دھیان کے مجھے کوئی اور دھیان نہیں ہے۔ ماسوا اللہ کا اتنا سا بھی خیال نہیں' قسم پر یقین کرنا۔ اور یہ یقینی بات ہے اس کے کچھ چھینٹے آپ پر بھی ہیں۔ ایسی بات نہیں ہے لیکن یہ جب ہے جب محبوب کی باتیں ہو رہی ہوں۔ اگر یہ چیز حال بن کر مقام بن جائے تو پھر کیا ہوگا؟ پھر کیا ہوگا؟ مومن کی کوئی حالت نفع سے خالی نہیں ہے۔

میرے عزیز! میرے بزرگ! میرے واجب الاحترام دوست! اس مسافر کی بات کو یاد رکھنا' مومن کی کوئی حالت نفع سے خالی نہیں' دین نام ہے اتباع حکم کا' جس وقت کا جو حکم ہو جان کا نذرانہ پیش کر کے سر تسلیم خم یہ مزاج یار ہے۔ چوں چراں کرنے کی گنجائش نہیں۔ ناں ناں' حاکم بھی ہیں حکیم بھی ہیں۔ چوں چراں کرنے کی گنجائش نہیں ہے جو بھی تصرف ہے خالق کا ہمارے اندر وہ حکمتوں سے خالی نہیں اس کی حکمتوں پر ایمان رکھو اپنی تندرستی کو ضائع نہ کرو۔

حفظان صحت کے زریں اصول

قربان جایئے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسلحہ چلانا سیکھو اس سے تمہاری صحت بنے گی۔ پیدل چلا کرو، ننگے پیر چلا کرو، تیز چلا کرو، یہ کیسے زریں اصول عطا فرمائے۔ سبحان اللہ اور اختلاط سے بچنے کا حکم مبارک فرمایا۔ اختلاط، خوامخواہ کے جو تعلقات اور میل جول اور دوستیاں ہیں یہ مضر ہیں، پیدل چلا کرو۔ ننگے پیر چلا کرو۔ تیر اندازی سیکھو آپ نے فرمایا، تیر اندازی سیکھو آپ نے اپنے دور کے لئے فرمایا کہ جس نے بغیر عذر کے تیر اندازی سیکھنا چھوڑ دیا اس نے اچھا نہیں کیا۔ یہ کیا چیز ہے؟ دوڑنا، چلنا، پھرنا، پیدل ننگے پا۔ یہ کیا چیز ہے؟ یہ ورزش ہے، اپنے کام اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد قیلولہ کیا کرو۔ رات کا کھانا کھا کر عشاء کی نماز سے اسے تحلیل کیا کرو۔ حفظان صحت کے اصول ہمیں عطا فرمائے۔

دنیا کا کوئی مذہب اور دین ہے جس نے صحت کی حفاظت کے اصول عطا فرمائے ہوں؟ آپ نے ہمیں حفظان صحت کے اصول عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا اپنی صحت کا بھی لحاظ رکھو اور اپنی جمعیت کا بھی لحاظ رکھو۔ جمعیت کسے کہتے ہیں؟ انتشار سے بچاؤ، امن، چین، عافیت تمہارے پاس ہونی چاہئے۔ عافیت عنقاء ہے اور کھانے کمانے میں محتاج مت بنو۔ اولاد جو

جوان ہوگئی ہے کام نہیں کرنے دیتی آپ بات نہ مانو' جب تک ہاتھ پیر چل رہے ہیں کام کاج کرو۔

حدیث شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص مال کمائے اور اس نیت اس کمائے کہ میں سوال کرنے کی ذلت سے بچا رہوں۔ بیوی بچوں کا خیال رکھوں' پڑوسیوں کا خیال رکھوں تو اس شخص نے ذات باری تعالیٰ کی ساری نعمتوں کو سمیٹ لیا۔

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے ایسی حالت میں دنیا سے نہ جاؤ کہ بھیک کا پیالہ اولاد کے ہاتھ میں دے جاؤ۔ اگر کوئی اولاد کے مستقبل کے لئے اپنی ضرورت سے زائد کمائے تو وہ اچھا کر رہا ہے برا نہیں کر رہا ہے۔ ان باتوں کا خیال کرنا اور خوامخواہ کے جھگڑوں اور بکھیڑوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

بڑا اصول بیان کیا حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے' فرمایا طاقت کا مقابلہ اس طاقت سے کرو جو بعد کے نتائج کی متحمل ہو۔ طاقت کا مقابلہ اس طاقت سے کرو جو بعد کے نتائج کی متحمل ہو۔ اگر ایسا نہیں تو صرف اپنا دفاع کرو۔ اپنی حفاظت کا سامان اختیار کرو۔ لہٰذا قانونی اسلحہ ہر مومن کے پاس ہونا چاہئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا۔ اجازت دیجئے میں جا رہا ہوں فلاں جگہ مجھے جانا ہے۔ جب وہ چلنے لگے آپ نے فرمایا تمہارے

ساتھ اسلحہ ہے یا نہیں؟ کوئی ہتھیار ہے یا نہیں؟ کہا ہتھیار تو نہیں ہے فرمایا ہتھیار لے کر جاؤ۔ جب تم باہر جایا کرو تو تمہارے پاس تمہارا ہتھیار رہونا چاہئے۔ ہتھیار لے کر جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہتھیار سے انسان کی ہمت جو ہے وہ بڑھتی ہے۔ ہمتیں بڑھتی ہیں ہمت میں ترقی ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمت کی بھی حفاظت کرنی چاہئے۔ وہ تمام افعال وہ تمام کام جس سے انتشار پیدا ہوتا ہو اس سے بچنا چاہئے۔ ہمارے بزرگوں نے کہاں تک ہماری رہنمائی کی ہے۔

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدوں تقاضائے شدیدہ بیوی سے ہمبستری بھی مت کرو۔ ورنہ تمہاری صحت برباد ہوجائے گی۔ اس کام کی کثرت سے آدمی کی صحت برباد ہوجاتی ہے۔ بینائی اس کی کم ہوجاتی ہے۔ اعضاء میں درد رہنے لگتا ہے۔ بہت سے ضروری کام اس سے چھوٹ جاتے ہیں ایسا آدمی جو اس کام میں زیادہ مصروف ہو رات کی عبادت سے محروم ہوجاتا ہے بعض دفعہ اتنا انتشار پیدا ہوتا ہے کہ ضروری عبادات اس کی چھوٹنے لگتی ہیں۔ میں اپنے نوجوان ساتھیوں سے کہا کرتا ہوں اپنے یہاں کی شادی کا تقاضا کیسا؟ یہ تو بے وقوفی کی بات ہے۔ لوح محفوظ میں جو جوڑا لکھا ہے وہ ملے گا اور جس وقت تمہارا عقد لکھا ہے نہ اس سے پہلے ہوسکتا ہے نہ اس کے بعد ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو انتشار اور انتظار سے بچاؤ۔

حدیث شریف میں آتا ہے تین چار چیزوں کو چھوڑ کر باقی کے لئے آتا ہے جس میں انتظار ہو اس میں برکت نہ ہوگی یاد رکھئے! کیسا انتظار؟ ابھی کچی جوانی ہے۔ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہوا دوسروں کی محتاجی ہے نہ معاشی طور پر خود کفیل ہے نہ رہائشی طور پر خود کفیل ہے اور ایسی چیز کا انتظار قبل از وقت کر رہا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ انتظار انتشار میں مبتلا کر کے نہ معلوم کس بربادی کا پیش خیمہ بنے۔ لہٰذا ایسی چیزوں سے بچانا چاہئے اور ایک زمانے میں نہ بچیوں کو پتہ تھا کہ میرا باپ میرا رشتہ کہاں کرے گا نہ لڑکوں کو علم ہوتا تھا کہ میرا رشتہ کہاں پر طے کیا گیا ہے۔ بڑوں کی تجویز میں بڑی برکت ہوتی تھی۔ بڑوں کی تجویز میں بڑی برکت ہوتی تھی۔ اپنی صحت کی حفاظت بھی کیجئے۔ اپنی طاقت اور جمعیت کی حفاظت بھی کیجئے۔ اپنا اطمینان برباد نہ ہونے دیجئے۔ ہر وہ کام جس سے اطمینان کی دولت میں کمی آئے اس کا اختیار کرنا جائز نہیں۔

یاد رکھئے! ذات باری تعالیٰ نے ایک چیز دے دی۔ بیوی آپ کے گھر میں موجود ہے۔ زندگی بھر کا ساتھ ہے۔ ایک دو دن کی بات نہیں۔ ہفتے دو ہفتے کی بات نہیں ہمیشہ کا جو معاملہ ہوتا ہے وہ کسی اور انداز کا ہوتا ہے اور عارضی کوئی کام ہوتا ہے تو اس کا انداز اور ہوا کرتا ہے۔ خدا کے لئے اپنی صحت کی حفاظت کیجئے۔ ورنہ آپ کے ضروری کاموں میں خلل پڑے گا۔ اعتدال قائم کیجئے۔ اور جس کام پر آپ کثرت کر رہے ہیں وہ کام صرف نفل

درجے کا ہے اور ایسے نفل کی کثرت سے روکا جائے گا جس کی کثرت سے فرائض و واجبات متاثر ہوں۔ یہ کیا قصہ آپ نے لگا رکھا ہے اور شادی سے پہلے بہت سے نوجوان اپنے آپ کو برباد کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے روز بہت سے آدمی اس حال میں آئیں گے ان کے ہاتھ حاملہ ہوں گے **استمناء بالید** کی وجہ سے اور میدان حشر میں تو تو ہوگی کہ کیسے نالائق تھے۔ آج ان کے ہاتھ حاملہ ہیں ادھر سے ہاتھ حاملہ ہوں گے اور دوسری طرف سے مادہ منویہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر فریاد کرے گا۔ یا اللہ! اس نے مجھے ضائع کیا تیری نافرمانی میں صرف کیا۔ وہ مقدمہ قائم کرے گا۔ اس وقت میدان محشر میدان ذلت ہو جائے گا۔ چھپا لے یہاں پر' ٹھیک ہے نہ آپ کے گھر والوں کو پتہ چلے نہ بہن بھائیوں کو پتہ چلے۔ لیکن بہت غلط راستے پر تم گامزن ہو۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ آج کل کے نوجوان جوانی میں بوڑھے ہیں۔ شادی سے پہلے بوڑھے ہیں۔

اباجی رحمتہ اللہ علیہ نے بھری مجلس میں فرمایا کہ مجھے آج کا جوان سمجھ میں نہیں آتا۔ فرمایا آج کا جوان بیوی کا حق ادا کر سکے مجھے ناممکن نظر آتا ہے۔ ناممکن نظر آتا ہے۔ شہوات کی کثرت' خواہشات کی کثرت علامت ہے کمزوری کی۔ مجلس جو ہے اباجی فرماتے تھے مطب ہوتی ہے اور مطب میں ہر قسم کا مریض آتا ہے اور ہر قسم کی دوا ملتی ہے۔ شہوات کی کثرت'

خواہشات کی کثرت، طاقت کی علامت نہیں ضعف کی علامت ہے۔ میرے حضرت سمجھایا کرتے تھے کہ جب چراغ میں تیل کم رہ جاتا ہے تو اس کی روشنی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جب روشنی زیادہ ہو جاتی ہے تو دانا پہچان لیتا ہے اوہو چراغ میں تیل کم رہ گیا ہے۔ چراغ اب بجھنے والا ہے۔ خواہشات کی کثرت، شہوات کی کثرت یہ علامت کوئی شجاعت کی، پہلوانی کی، بہادری کی نہیں بلکہ یہ علامت کمزوری کی ہے۔ آپ کے چراغ حیات میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیل کم رہ گیا ہے اور جب تیل ختم ہو جائے گا آپ کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ طبی طور پر انسان کا خاتمہ جب بھی ہوتا ہے جب اس کے اندر مادہ منویہ نہیں رہتا۔ یہ اس کی چراغ حیات کا آئل ہے، تیل ہے۔ جب تیل ختم ہو جائے گا چراغ بجھ جائے گا، خدا کے لئے اپنی صحت کی حفاظت کیجئے۔ اور یہ صحت آپ کو نہ معلوم کہاں سے کہاں پہنچا دے گی اگر آپ نے صحت کی حفاظت کی اور صحت کی حفاظت فرض ہے۔

حضرت نے کئی بار تحریر فرمایا صحت کا لحاظ رکھنا فرض ہے۔ اور جو چیز فرض ہو اس کا لحاظ کرنا نہایت ضروری ہے ہمارے ہاں شخص پرستی نہیں ہے ہمارے ہاں تو شخصیت سے دین ملتا ہے ہمارے ہاں تو دین پرستی ہے۔ شخصیت پرستی نہیں ہے۔ شخصیتیں اس لئے ہیں کہ وہ نمونہ عمل ہیں۔ وہ نمونہ عمل ہیں جب نمونہ ہمارے سامنے ہوگا تو ہماری کوالٹی نمونے کے مطابق ہوگی۔

اللھم انی اسئلک الصحتہ والعفتہ' اوہو! کسر رہ گئی بھائی' اور مانگو' اور مانگو' بھیک مانگو تعلق مع اللہ کے ساتھ۔ جب اللہ کے ساتھ تعلق جوڑ لیا تم نے **اللھم** کہہ کر تو اب پھر بھیک مانگو صحت و تندرستی کی۔ کاہے کی؟ عفت وپاکدامنی کی' ساتھ میں یہ بھی کہ امانت ہے' امانت بھی مانگ لو۔ امانت میں خیانت نہ ہوجائے۔ امانت میں خیانت نہ ہوجائے۔ یا اللہ! میں ڈرپوک ہوں۔ تیری بارگاہ میں ڈرنے والا کامیاب ہے۔ امانت میں خیانت نہ ہوجائے۔ مجھے تندرستی کے ساتھ 'پاکدامنی کے ساتھ امانت بھی عطا فرمایئے۔ مجھے امانت دار بنا دیجئے اور تندرست آدمی بعض دفعہ غصیل ہوجاتا ہے اور غصہ میں آکر گھٹیا اخلاق کا ثبوت دیتا ہے۔

ارے مانگو بھائی تعلق مع اللہ کے ساتھ۔ کیا مانگو؟ کہ میرے اخلاق نہ بگڑنے پائیں۔ اچھی صحت کے ساتھ' عفت کے ساتھ' امانت کے ساتھ میرے اخلاق بہتر اخلاق رہیں۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ آپ کی جانب سے کوئی بات پیش آجائے۔ **مثلاً** میں نے تو اسباب صحت کو اختیار کیا اور آپ سے صحت کی درخواست کی۔ لیکن آپ کو منظور نہیں تھا۔ مجھے بیمار ڈالنا آپ کے نزدیک پسند تھا تو الہ العالمین کہیں مجھ سے ناشکری نہ ہوجائے **والرضا بالقدر** مجھے تقدیر پر راضی ہونا بھی عطا فرما دیجئے۔

غیر اختیاری مجاہدہ اختیاری مجاہدہ سے انفع ہے

میرے حضرت نے عجیب بات فرمائی کہ سو سالہ اختیاری مجاہدہ' سو سالہ اختیاری مجاہدہ اتنا نافع نہیں ہے جتنا ایک آن اور ایک ساعت کا غیر اختیاری مجاہد نافع ہوتا ہے۔ وہ دوسری بات ہے کہ مجاہدہ اضطراریہ' غیر اختیاریہ طلب نہیں کرنا چاہئے۔ مانگنا نہیں چاہئے۔ کیسے نفع کی بات ہے۔ یا اللہ! میں نے صحت کا سوال کیا لیکن آپ کی قدرت میں میرے لئے بیمار رہنا بہتر تھا تو اس پر مجھے راضی رہنے کی توفیق بھی عطا فرما دیجئے۔

اللھم انی اسئلک الصحتہ والعفتہ والامانتہ وحسن الخلق والرضا بالقدر' سبحان اللہ! دیکھا کیسا ضابطہ زندگانی تاجدار رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں عطا کیا گیا ہے۔ قربان جایئے رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم پر' اس آمنہ کے لال نے جو حلم والی ماں کی گود میں رہے کس سنجیدگی سے اپنی امت کو تعلیمات سے سرفراز فرمایا ہے۔ مشرف فرمایا ہے۔ کمال ہی کردیا ہے۔ دیکھئے آپ کی جتنی بھی دعوات ہیں' آپ کی جتنی بھی دعوات ہیں دراصل آپ کی تعلیمات ہیں۔

یا اللہ! مجھے آپ کا تعلق نصیب ہوگیا۔ **اللھم** کہہ کر ہمت ہوگئی۔ اباجی فرماتے ہیں **اللھم** کہا تعلق مع اللہ حاصل ہوگیا جب اللہ کے ساتھ تعلق جڑ گیا۔ مع اللہ جب اللہ کے ساتھ ہوگیا اللہ کی معیت اس کو حاصل ہوگئی اب کہنے کی بھی ہمت ہوگئی۔

یا اللہ! میں تو آپ سے بھیک مانگتا ہوں صحت و تندرستی کی' عفت و پاکدامنی کی' امانت داری کی' کہیں بداخلاقی میں نہ پڑ جاؤں۔ یا اللہ! اچھے اخلاق مجھے عطا فرمایئے۔ لیکن اگر یہ چیز آپ کو صحت و تندرستی کی منظور نہیں ہے۔ مجھے بیمار رکھنا منظور ہے تو پھر ایسا بھی کردیجئے کہ میں اس پر راضی رہوں۔ بھائی ہم میں سے کوئی شخص بیمار ہوجائے تو ہمیں دعا بھی کرنی چاہئے۔ دوا بھی کرنی چاہئے۔ یہ سنت ہے لیکن دوا کے مطابق نتیجہ بر آمد ہو یا نہ ہو شافی مطلق وہ ہیں۔ ڈاکٹر کے پاس شفا نہیں۔ دوا میں شفا نہیں پرہیز میں شفا نہیں صرف اللہ کے پاس ہے۔ شافی مطلق' شافی حقیقی صرف ذات باری تعالیٰ شانہ ہیں شفا ان کے پاس ہے اور شفا کے لئے عرض بھی کرے۔

قربان جایئے اس کمال ادب پر کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک روز نعمتوں کو شمار فرما رہے تھے۔ یہ نعمت' وہ نعمت' یہ نعمت' وہ نعمت' پھر کیا فرماتے ہیں۔ "**واذا مرضت فھو یشفین**" جب میں بیمار ہوجاتا ہوں یوں نہیں فرمایا کہ جب وہ مجھے بیمار ڈال دیتے ہیں نہیں' جب میں بیمار ہوجاتا ہوں۔ یعنی یہ نقص میرے اندر ہے بیمار ہونا نقص ہے۔ خرابی ہے' کمال ادب دیکھئے۔ اللہ اکبر! اللہ کے پیغمبر کا کہ نقص کو' خرابی کو اپنی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ **واذا مرضت** جب میں بیمار ہوجاتا ہوں۔ **فھو یشفین** وہ مجھے شفا دے دیتے ہیں دیکھ لیجئے۔ اور یہ بات آپ نے کب فرمائی جب ذات باری تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان فرما رہے تھے۔ اس کو بھی نعمتوں میں شمار کیا۔

واذا مرضت فھو یشفین جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفا دے دیتے ہیں۔ معلوم یہ ہوا کہ عبدیت کا تقاضا یہ ہے نقائص کو بندہ اپنی طرف منسوب کرے اور کمال کو اللہ کی طرف منسوب کرے کہ یہ ان کی عطا ہے۔ ان کی عطا ہے۔

تیمارداری کی فضیلت اور آداب

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی بیمار ہو جائے تو مزاج پرسی کے لئے جایا کرو۔ جب کوئی صبح کو جاتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ شام کو جاتا ہے تو صبح تک اللہ کے ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار، مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ تیرا اس مریض کو دیکھنے کے لئے جانا یہاں سے لے کر وہاں تک یاد رکھ یہ جنت کا راستہ ہے۔ تو جنت کے راستے پر چل رہا ہے۔ تیرا چلنا پاکیزہ، جانا پاکیزہ، آنا پاکیزہ اور بیٹھنا پاکیزہ اور وہاں اس کو تسلی دینا پاکیزہ ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے، پوچھنے کے لئے، بیمار پرستی کے لئے تشریف لے جاتے تھے، مریض کے پاس بیٹھتے تھے لیکن تھوڑی دیر بیٹھتے تھے۔ زیادہ دیر نہیں بیٹھتے تھے۔ مریض کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے تھے اور گھر والوں سے کہتے تھے ارے بھائی! اس کے کھانے پینے کا خیال کرو۔

جو یہ مانگے اس کو دے دو' ذرا کھانے پینے میں صحت کا لحاظ رکھنا۔ دبے الفاظ میں یہ فرما دیتے تھے اور اس کی تسلی کے لئے فرماتے تھے **لا باس طهور ان شاء الله تعالی** ارے بھائی! گھبرانے کی بات نہیں۔ اللہ نے چاہا تو ٹھیک ہو جاؤ گے۔ **اللهم اشفه اللهم عافه** ان کلمات کو بھی تین مرتبہ فرماتے تھے۔ اے اللہ! اس کو شفا دے' اے اللہ! اس کو چین اور عافیت عطا فرما۔ مسلمان کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جب وہ بیمار ہو بیمار پرسی کی جائے۔ طبیعت اس کی پوچھی جائے۔ اگر دور ہو تو خط کے ذریعے' فون کے ذریعے طبیعت معلوم کرلو۔ دیکھئے کتنی فضیلت آپ کو حاصل ہوگی۔

یاد رکھئے! جب آدمی بیمار ہوتا ہے عین اس حالت میں جب وہ بستر علالت میں ہوتا ہے مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آتا ہے کہ تم اپنے بیماروں سے دعا کرایا کرو۔ ان کی دعائیں براہ راست عرش پر پہنچ جاتی ہیں۔ براہ راست عرش پر پہنچ جاتی ہیں۔ لہٰذا اپنے بیماروں کی تیمارداری کرنا' ان کی خدمت کرنا۔

یاد رکھئے! حضرت کے الفاظ' فرمایا : خادم بالآخر مخدوم ہو جاتا ہے۔ خدمت سے خدا ملتا ہے۔ خدمت سے خدا ملتا ہے نہ معلوم خدمت کی برکت سے باطن کے کتنے رذائل' کتنے روگ' کتنی خرابیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر ہمدردی کے جذبات کو غالب فرمائیں۔ خیر خواہی کے جذبات کو غالب فرمائے۔ رحمدلی زیادہ سے زیادہ' نرمی' رفق یہ

ہمارے اندر پیدا فرمائے اور جب ہم کسی کی تکلیف سنیں اور جس قابل بھی ہیں اس کے کام آسکتے ہیں۔ جتنا اس کے کام آسکتے ہیں۔ خیر خواہی کے جذبات کے تحت اتنا اس کے کام ہر مومن کو آنا چاہئے۔ یہاں تک کہ بعض بزرگوں نے مسلم تو مسلم، غیر مسلم کی بھی خدمت کی ہے۔ یہاں تک کہ جانوروں کی خدمت کی ہے۔ کتے، بلیوں کی خدمت کی ہے، اور اس کی بناء پر ذات باری تعالیٰ نے اونچے اونچے درجات اولیائے امت کو عطا فرمائے ہیں۔

تو میرے اس وقت کے معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی صحت کا لحاظ رکھئے۔ اپنی تندرستی برباد نہ کیجئے۔ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت ڈالئے۔ اس سے انشاء اللہ آپ کی صحت برقرار رہے گی اور دوسرے اللہ تعالیٰ سے صحت و عافیت مانگئے۔ بیماری کے زمانے میں دوا دارو کیجئے۔

علاج میں اعتدال کی ضرورت

ایک بات اور سن لیجئے میرے حضرت نے فرمایا گھر میں جھاڑو دیکر علاج نہیں کرانا چاہئے۔ گھر میں جھاڑو دیکر علاج نہیں کرانا چاہئے۔ مطلب یہ کہ زمین بھی بیچ دی۔ زیورات بھی بیچ دے۔ مکان بھی رہن رکھ دیا اور علاج جاری ہے اور پتہ ہے کہ نتیجہ اس کا خاص نہیں نکلے گا۔ لہٰذا

ایسا علاج نہ کراؤ کہ بعد میں تمہارے بچے کملے ہو جائیں۔ گھر میں جھاڑو دے کر علاج مت کراؤ۔ یہ اباجی کا ملفوظ ہے گھر میں جھاڑو دے کر علاج مت کراؤ۔ ایسا علاج مت کراؤ کہ سب کچھ تباہ اور برباد ہو جائے یہ غلط بات ہے۔ "خاک دوا خدا حکیم" ضابطے کا علاج کرو۔ شفا دینے والے وہ ہیں۔ نہ کسی دوا میں شفا ہے نہ کسی ڈاکٹر کے پاس شفا ہے۔ شفا ہے تو ان کے پاس ہے۔ شفا دینے والے وہ ہیں وہ اس پر قادر ہیں کہ جس طرح ایوب علیہ السلام کو بغیر دوا کے شفا دے دی وہ آپ کو بھی دے سکتے ہیں۔ یا کسی کتاب میں آیا ہے تو بتاؤ ہم نے صرف ایوب کو بغیر دوا کے شفاء دی ہے تمہیں نہیں دیں گے۔

صدہا واقعات ہیں ہزاروں واقعات ہیں کہ ذات باری تعالیٰ نے لا علاج امراض کے مریضوں کو بغیر دوا کے شفاء عطا فرما دی بغیر دوا کے شفا عطا فرما دی۔ یعنی زہریلے جانور نے کاٹا جس سے عموماً" لوگ مرجایا کرتے ہیں لیکن مرض جسمانی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا بہت سے واقعات ہیں۔ واقعات تو سنانے کا موقع نہیں ہے لیکن یقین رکھئے کہ شفاء اللہ کے پاس ہے اور وہ شافی حقیقی اور شافی مطلق ہیں۔ لہٰذا ایسا علاج بھی نہیں کرانا چاہئے کہ گھر میں جھاڑو دے دی جائے۔ سب تباہ و برباد ہو جائیں۔ نہیں۔ اللہ پر شاکر رہنا چاہئے۔ ضابطے کا علاج اپنی گنجائش کے مطابق' اپنی جیب کے مطابق علاج کروائیے۔ باقی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہماری تدابیر بے

جان ہیں اور بے جان تدابیر کو جاندار بنانا یہ انہی کے فضل و کرم پر منحصر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو، تمام مسلمانوں کو اچھی صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ اور وہ صحت و تندرستی عبادت میں خرچ ہو۔ جو ہم میں بیمار ہے یا اللہ! اس کو شفا عطا فرما۔ صحت و تندرستی عطا فرما۔ اس کے ساتھ پاکدامنی عطا فرما۔ خوش اخلاقی عطا فرما۔ یا اللہ! اگر یہ باتیں صحت و تندرستی والی ہماری لئے ابھی مناسب نہیں ہے، آپ کی حکمت بالغہ کے تحت تو پھر تقدیر پر راضی رہنا نصیب فرما۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملفوظاتِ شفیق الامت

فرمایا :- اعلیٰ تعلیم تو صرف دین کی تعلیم ہے اور دین کے علاوہ جو کچھ ہے وہ ایک فن ہے، کاریگری ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں، علم صرف علم دین ہے۔

فرمایا :- کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء علیھم السلام کے درمیان موازنہ کرنا، اور انبیاء علیھم السلام میں نقص نکالنا درست نہیں، کیونکہ حق تعالیٰ نے جتنے بھی نبی بھیجے ہیں، وہ سب کامل ہیں، ہاں یہ کہنا درست ہوگا کہ ہمارے نبی اکمل اور مکمل تھے، اسی طرح اولیاء اللہ میں بھی موازنہ نہ کرنا چاہئے، کہ کون عند اللہ مقبول ہے، یہ تو حق تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، باقی یہ ہمارا ظن غالب ہے کہ یہ ولی ہیں، غوث ہیں، قطب ارشاد ہیں، کسی بات پر دعویٰ نہ ہونا چاہئے، کیونکہ ہمارے پاس کوئی وحی تو نہیں آئی، اور اسی طرح اپنے شیخ کے بارے میں ظن غالب ہونا چاہئے کہ میری ظاہر و باطن کی اصلاح و تربیت کے لئے ان سے بہتر کوئی نہیں۔

فرمایا :- کہ ہمارے حضرت مسیح الامت فرماتے ہیں ہمارے ہاں امتحان نہیں لیا جاتا، ہاں! ہوتا رہتا ہے، پھر فرمایا کہ کب تک نہیں ہوگا؟ اس کے بولنے سے پتہ چل جائے گا، اس کے لکھنے سے پتہ چل جائے گا،

تعلقات کی ڈگریاں معلوم ہوجائیں گی۔

فرمایا : ۔ کہ اہل اللہ کے ساتھ تعلق دو طرح سے ہوتا ہے' ایک ظاہری مجالست و صحبت دوسرے اپنے حالات کی اطلاع و اصلاح کا فکر اور یہ دونوں ضروری ہیں' آج کل لوگ صحبت میں آجاتے ہیں' مجلس میں شرکت کرلی' اور سمجھتے ہیں کہ بس برکت حاصل ہوگئی' اصلاح ہوگئی' نہ اپنے حالات کی اطلاع ہے نہ اصلاح کی فکر' اللہ والوں کے پاس تو جوتے کھانے کی نیت سے جانا چاہئے۔ (گو وہ ماریں گے نہیں) نہ شیخ کو یہ پتہ ہے کہ آپ کے شب و روز کس طرح گزر رہے ہیں' آپ کیا کرتے ہیں' اس طرح اصلاح کیسے ہو' شیخ کو آپ کی ۲۴ گھنٹے کی اطلاع ہونی چاہئے' کہ آپ اپنے شب و روز کس طرح گزارتے ہیں۔ (حضرت والا نے جوش میں فرمایا) کہ اس وقت حضرت والا (مسیح الامت) ہندوستان میں بیٹھیں ہیں' انہیں معلوم ہوگا کہ اس وقت فاروق کیا کررہا ہوگا' گو صرف مجلس میں شرکت کرلینا بھی نفع سے خالی نہیں' لیکن کامل نفع نہ ہوگا۔ اس دوران ایک اجازت یافتہ نے عرض کیا۔ کہ حضرت! ہم لوگوں کو پہلی بات حاصل نہیں ہے۔ فرمایا کہ دوسری بات میں پہلی بات شامل ہے۔ اگر اپنے حالات کی اطلاع ہوتی رہے۔ اور اصلاح کا فکر رہے اور شیخ پر اعتماد و تفویض ہو اور سال میں کچھ عرصہ شیخ کے پاس حاضر ہوجایا کرے تو یہ بہت کافی ہے۔